﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 22 جمعۃ المبارک 03 جولائی 2015ء شمارہ 27
15 رمضان 1436 ہجری قمری ❁ 03 وفا 1394 ہجری شمسی

رمضان کے آخری عشرہ کا مجاہدہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کمر ہمت کس لیتے۔ اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور اپنے اہل وعیال کو عبادت کے لئے خصوصیت سے جگاتے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب صلوٰۃ التراویح باب العمل فی العشر الا و اخر حدیث نمبر 1884)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی 2015ء

مسجد بیت الواحد Hanau جرمنی کا افتتاح

❁......جماعت احمدیہ نہایت ہی رواداری اور پیار سے پیش آنے والی جماعت ہے۔ ❁...... مجھے خوشی ہے کہ خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں اس مسجد کا افتتاح ہوا ہے۔ ❁......ہمیں اس بات سے خوشی ہے کہ جماعت احمدیہ معاشرہ میں امن پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ ❁......جماعت احمدیہ ایک منظم جماعت ہے اور اسلام کی تعلیم کو زمانے کے لحاظ سے خوبصورت انداز میں پیش کرتی ہے۔ ❁...... یہ مسجد اس بات کا بھی واضح اظہار ہے کہ یہ احمدیوں کا وطن ہے ❁......جماعت احمدیہ اپنے مختلف پروگراموں اور رفاہ عامہ کے کاموں کے ذریعہ ترقی کر رہی ہے۔

(مسجد بیت الواحد Hanau کے افتتاح کے موقع پر شہر کے لارڈ میئر اور دیگر معززین کے ایڈریسز میں جماعت احمدیہ کی مساعی کو خراج تحسین)

❁......ہر احمدی کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مسجد بننے کے بعد اُس کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ اُس نے مسجد کے حق کو اگر ادا کرنا ہے تو اس مسجد میں آکر خدائے واحد کی صرف عبادت کرنا کافی نہیں ہے بلکہ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ بھی ضروری ہے۔ ❁...... یہ گھر جو ہم نے خدا کے نام پہ بنایا ہے صرف عبادت کرنے والا گھر نہیں ہے۔ بلکہ یہاں سے محبت اور پیار کی باتیں آپ تک پہنچیں گی۔ محبت اور پیار کے تحفے آپ کو دیئے جائیں گے۔ اور یہی وہ اصل حقیقت ہے جو مسجد کی ہونی چاہئے اور ہے۔ ❁......امن ہی اصل چیز ہے اور امن سے ہی انسانیت کی قدریں قائم ہوتی ہیں۔ اور امن قائم ہوتا ہے محبت اور پیار اور آپس کے تعلقات پیدا کرنے سے اور دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنے سے۔ ❁......جماعت جہاں یہ پیغام دیتی ہے کہ ایک خدا کو پہچانو اور اُس کی عبادت کرو وہاں یہ بھی پیغام دیتی ہے کہ آپس میں محبت اور پیار اور بھائی چارہ کی فضا قائم کرو۔

(مسجد بیت الواحد Hanau کے افتتاح کے موقع پر امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز خطاب)

انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ افراد جماعت لمبے سفر طے کر کے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کے لئے پہنچے

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

27 مئی 2015ء بروز بدھ
(حصہ اوّل)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چار بجے تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لندن مرکز، ربوہ، قادیان اور دنیا بھر کے مختلف ممالک کی جماعتوں کی طرف سے موصول ہونے والی ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔ اس ڈاک کے علاوہ جرمنی کے افرادِ جماعت کی طرف سے بھی روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں خطوط موصول ہو رہے ہیں جنہیں حضور انور ملاحظہ فرماتے ہیں اور ہدایات سے نوازتے ہیں۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق ساڑھے گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج صبح کے اس سیشن میں 41 فیملیز کے 138 افراد اور 30/احباب نے انفرادی طور پر شرف ملاقات پایا۔ اس طرح مجموعی طور پر 168 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان سبھی فیملیز اور احباب نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کا بھی شرف پایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ آج اپنے پیارے آقا سے ملاقات کرنے والی یہ فیملیز جرمنی کی مختلف 45 جماعتوں سے آئی تھیں۔ جن میں سے بعض فیملیز اور احباب بڑے لمبے سفر طے کر کے پہنچے تھے۔ کاسل (Kassel) سے آنے والے 200 کلومیٹر، Osnabrück سے آنے والے 330 کلومیٹر، میونخ (München) سے آنے والے 395 کلومیٹر، Hannover سے آنے والی فیملیز 350 کلومیٹر اور برلن (Berlin) سے آنے والے 550 کلومیٹر کا لمبا سفر طے کر کے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کے لئے پہنچے تھے اور جو چند گھڑیاں انہوں نے اپنے آقا کے قرب میں گزاریں وہ ان کی ساری زندگی کا سرمایہ اور ان کے لئے اور ان کے بچوں کے لئے یادگار لمحات تھے۔ اللہ تعالیٰ یہ سعادت ان کے لئے اور ان کے بچوں کے لئے مبارک فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام سوا ایک بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم عابد وحید خان صاحب انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس اور ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن اور ایڈیشنل وکیل المال لندن کو باری باری طلب فرمایا اور مختلف امور کے حوالہ سے ہدایات دیں۔

بعد ازاں اڑھائی بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج پروگرام کے مطابق Hanau شہر میں ''مسجد بیت الواحد'' کے افتتاح کی تقریب تھی۔

بیت السبوح فرینکفرٹ سے Hanau شہر کے لئے روانگی

سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سفر پر روانگی کے لئے اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور دعا کروائی اور قافلہ بیت السبوح سے Hanau شہر کے لئے روانہ ہوا۔ فرینکفرٹ سے Hanau شہر کا فاصلہ 35 کلومیٹر ہے۔

مسجد بیت الواحد Hanau تشریف آوری

پینتالیس منٹ کے سفر کے بعد چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیت الواحد Hanau میں تشریف آوری ہوئی۔

مقامی جماعت کے افراد مرد و خواتین، جوان بوڑھے، بچے بچیاں صبح سے ہی اپنے پیارے آقا کی بابرکت آمد پر تیاریوں میں مصروف تھے۔ ان کے لئے آج کا دن کسی عید سے کم نہ تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم ان کی سرزمین پر پہلی دفعہ پڑ رہے تھے۔ ہر کوئی بے حد خوش تھا اور اپنے پیارے آقا کی آمد کا منتظر تھا۔ جونہی حضور انور کی گاڑی بیرونی گیٹ سے مسجد کے احاطہ میں داخل ہوئی تو احباب جماعت نے بڑے پُرجوش، والہانہ انداز میں نعرے بلند کئے اور بچوں اور بچیوں کے گروپس نے اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے لوائے احمدیت اور جرمنی کا قومی پرچم لہراتے ہوئے دعائیہ نظمیں اور خیر مقدمی گیت پیش کئے۔ ہر چھوٹا بڑا اپنے ہاتھ بلند کر کے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہہ رہا تھا۔ خواتین اپنے پیارے آقا کے دیدار اور شرف زیارت سے فیضیاب ہو رہی تھیں۔

صدر جماعت Hanau مکرم مبارک احمد چٹھہ صاحب، لوکل امیر مکرم احسان الحق صاحب اور مبلغ سلسلہ مکرم ارباب احمد صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہتے ہوئے مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔

اس موقعہ پر Hanau شہر کے لارڈ میئر Claus Kaminsky صاحب اور نیشنل ممبران پارلیمنٹ Frau Müller صاحبہ، Frau Schulz Asche صاحبہ، Frau Christine Buchholz صاحبہ بھی اس تقریب میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ان سبھی احباب و خواتین نے بھی حضور انور کا استقبال کرتے ہوئے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

مسجد بیت الواحد کا افتتاح

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کی بیرونی دیوار میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے اندرونی حصہ میں تشریف لے گئے اور نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں جس کے ساتھ اس مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔

مسجد بیت الواحد کا معائنہ

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد، اس سے ملحقہ ہالز اور دیگر دفاتر وغیرہ کا معائنہ فرمایا۔ مردانہ ہال کے علاوہ خواتین کے لئے علیحدہ ہال ہے اور اس کے علاوہ ایک ملٹی پرپز ہال (multi purpose hall) ہے۔ ان تینوں ہالز میں مجموعی طور پر قریباً ایک ہزار افراد کے لگ بھگ نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں صدر جماعت اور خدام، انصار، کے دفاتر کے علاوہ ایک جماعتی کچن اور لائبریری بھی بنائی گئی ہے۔ لجنہ کے لئے ان کے علیحدہ تین دفاتر ہیں۔

قبل ازیں یہ جگہ ایک سپر مارکیٹ (Supermarket) تھی جسے بہت سی تبدیلیوں کے ساتھ مسجد کی صورت میں تبدیل کیا گیا ہے۔

معائنہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ ہال میں بھی تشریف لے گئے جہاں خواتین نے شرف زیارت پایا اور بچیوں نے گروپس کی صورت میں دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کے بیرونی احاطہ میں بادام کا پودا لگایا۔ اسی طرح Hanau شہر کے میئر Claus Kaminsky صاحب نے بھی بادام کا ایک پودا لگایا۔

افتتاحی تقریب

اس کے بعد پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے بیرونی احاطہ میں نصب مارکی کے اندر تشریف لے آئے۔ جہاں ''مسجد بیت الواحد'' کے افتتاح کے حوالہ سے تقریب کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا جو عزیزم کاشف احمد جنجوعہ طالب علم درجہ رابعہ جامعہ احمدیہ جرمنی نے کی اور بعد ازاں اس کا جرمن زبان میں ترجمہ عزیزم مصدق احمد جنجوعہ نے پیش کیا۔

امیر صاحب جرمنی کا تعارفی ایڈریس

اس کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کرتے ہوئے بتایا کہ Hanau شہر دو سو سال قبل دو مختلف علاقوں میں تقسیم تھا۔ 1903ء میں اس کو شہر کا درجہ دیا گیا۔ اس کے ایک حصہ میں ہالینڈ سے آ کر لوگ آباد ہوئے۔ اس شہر کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہاں بہت سے علمی، ادبی لوگ آباد ہوئے۔ نپولین بھی کچھ عرصہ یہاں رہا۔

دوسری جنگ عظیم میں یہ شہر مکمل طور پر تباہ ہوا اور اس شہر کی آبادی صرف دس ہزار باقی رہ گئی۔ اب شہر کی آبادی نوّے (90) ہزار ہے اور شہر بڑھ رہا ہے۔ ہماری مسجد اس شہر کی ترقی کا ایک حصہ ہے۔

اس شہر میں جماعت سال 2001ء سے موجود ہے اور 370 افراد پر مشتمل ہے۔ یہاں جماعت نئے سال کے آغاز پر صفائی، Benefit Game، Charity Walk، یونیورسٹیز میں لیکچر، شجرکاری اور دیگر مختلف پروگرام کرتی ہے۔

مسجد کے حوالہ سے امیر صاحب جرمنی نے بتایا کہ قبل ازیں یہاں اس جگہ پر ایک Aldi Market ہوتی تھی۔ نئے طور پر مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے بہت محنت سے کام کرنا پڑا ہے۔

اس قطعہ زمین کا رقبہ قریباً 6000 مربع میٹر ہے۔

اس تمام قطعہ زمین اور عمارت کی خرید اور پھر اس پر عمارت میں تبدیلی اور نئی تعمیرات پر مجموعی خرچ 1.1 ملین یورو ہوا ہے۔ اس مسجد کے دو بلند مینار ہیں اور ان کی اونچائی 12 میٹر ہے۔ مسجد کے بیرونی احاطہ میں 104 گاڑیوں کے لئے پختہ پارکنگ موجود ہے۔ یہ جگہ 13 ستمبر 2012ء کو خریدی گئی اور 22 اپریل 2014ء کو یہاں تعمیرات کا کام شروع ہوا اور آج اس کا افتتاح ہو رہا ہے۔

Hanau شہر کے لارڈ میئر کا ایڈریس

امیر صاحب جرمنی کے ایڈریس کے بعد Hanau شہر کے لارڈ میئر Claus Kaminsky صاحب نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔

موصوف نے کہا عزت مآب خلیفۃ المسیح! مجھے آج بہت خوشی ہے کہ احمدیہ جماعت Hanau شہر کی مسجد کا افتتاح ہو رہا ہے اور میں اس موقع پر موجود ہوں۔

موصوف میئر نے کہا کہ شروع سے ہی انہوں نے اور انتظامیہ نے مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے ہمسایوں کو اور اردگرد کی فرموں کو اطمینان اور سکون دلوایا اور ان کے تحفظات کو دور کیا اور ان کے تحفظات دور کرنے میں اس وجہ سے بھی آسانی رہی کیونکہ جماعت احمدیہ نہایت ہی رواداری اور پیار سے پیش آنے والی جماعت ہے۔

میئر صاحب نے کہا کہ Multifunctional Hall کی دیوار پر انہیں جماعت کا یہ ماٹو پڑھنے کو ملا کہ 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'۔ یہ بہت ہی پیارا ماٹو ہے اور یہ بات بہت عمدہ ہے کہ اس ہال میں لگایا گیا ہے جہاں بین المذاہب میٹنگز ہوں گی۔

میئر صاحب نے بتایا کہ پوری دنیا قریب ہو رہی ہے اور باہم اکٹھی ہو رہی ہے اور Hanau شہر میں 127 مختلف قوموں کے لوگ آباد ہیں اور بیس مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہیں۔

جماعت احمدیہ کو جو یہاں سٹیٹس (status) دیا گیا ہے اور جماعت اپنے حقوق میں ہر چیز کے برابر ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ اعلیٰ اقدار کی پاسداری کرتی ہے۔

میئر نے کہا کہ اس مسجد میں ایک دوسرے سے رواداری اور ایک دوسرے کے احترام کا معاشرہ پیدا ہوگا۔ یہ گھر سب کے لئے کھلا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں اس مسجد کا افتتاح ہوا ہے۔

Hessen کے ضلعی کمشنر Eric Pipa صاحب MP کا ایڈریس

بعد ازاں صوبہ Hessen کے ضلعی کمشنر Eric Pipa صاحب جو ممبر پارلیمنٹ بھی ہیں نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا: مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ آج اس افتتاح کے موقع پر موجود ہوں، آج کے دن ہم سب اس جگہ اس خاص مقصد کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ یہ اس بات کی نشانی ہے کہ ہم کھل کر اس تقریب کو منا رہے ہیں۔ جماعت کا یہاں مسجد بنانا اس بات کے اظہار کے لئے بالکل درست راہ ہے کہ آپ اس جگہ امن کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہتے ہیں اسی طرح آپس میں اتفاق پیدا کیا جاسکتا ہے۔ ہمیں اس بات سے خوشی ہے کہ جماعت احمدیہ معاشرہ میں امن پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اسی طرح یہ جماعت Integration میں پیش پیش ہے۔ ان کا ماٹو ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' اس بات کا واضح ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ جماعت احمدیہ یہاں اپنا خطبہ جمعہ جرمن زبان میں بھی ضرور دیتی ہے جو خوش آئند بات ہے۔ جرمنی میں 4.1 ملین مسلمان آباد ہیں اور ان کی 210 مساجد یہاں موجود ہیں۔ 153 مختلف قوموں کے لوگ ہمارے ضلع Main Kinzig-Kreis میں آباد ہیں اور سب باہم مل کر امن اور محبت سے رہتے ہیں۔

ممبر نیشنل پارلیمنٹ Frau Müller صاحبہ کا ایڈریس

بعد ازاں ممبر نیشنل پارلیمنٹ جرمنی Frau Müller صاحبہ نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 356

مکرم محمد امین الحاجی صاحب (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم محمد امین الحاجی صاحب کے قبول احمدیت سے قبل کے بعض واقعات کا ذکر کیا تھا اس قسط میں ان کے احمدیت کی طرف اس روحانی سفر کے باقی واقعات بیان کئے جائیں گے۔

کسبِ دنیا براہِ دین!

مکرم محمد امین الحاجی صاحب بیان کرتے ہیں:

شرعی انسٹیٹیوٹ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اہل خانہ کے اصرار پر کچھ پیسے کمانے کے لئے مجھے گھر سے نکلنا پڑا۔ چنانچہ میں شام کے مشرقی شہر ''رأس العین'' جا پہنچا اور وہاں کی ایک بستی میں امام وخطیب بن گیا۔ یہ علاقہ عراق اور ترکی کی سرحد کے قریب ہے اور یہاں کے اکثر لوگوں کا تعلق کُرد قبائل سے ہے جو مولویوں سے غیر معمولی محبت کا اظہار کرتے ہیں اور انہیں بہت نوازتے ہیں۔ میں بھی وہاں جا کر ایک بستی میں امامت اور خطابت کا کام سرانجام دینے کے علاوہ بچوں کو قرآن کریم پڑھانے لگ گیا۔ میرے اہل خانہ نے پیسے کمانے کی خاطر مجھے بھیجا تھا اور میں بھی اسی غرض سے ہی ایسے علاقے میں آیا تھا جہاں لوگ مولویوں سے بہت عقیدت رکھتے ہیں اور ان کو بہت فیاضی سے نوازتے تھے۔ لیکن کبھی کبھی مجھے اس کام میں اپنی ذلت اور دین کی توہین محسوس ہوتی تھی اور میں سوچتا تھا کہ بھلا دین کی بھی کوئی قیمت ہوسکتی ہے جس کا لوگوں سے مطالبہ کیا جاسکے؟ اسی نہج پر سوچتے سوچتے بالآخر تین ماہ کے دوران میں اس نتیجے پر پہنچا کہ دین کے ذریعہ دنیا کمانا قابل شرم فعل ہے لہذا میں نے اس کام کو چھوڑ کر دمشق واپس آنے اور محنت مزدوری کا کوئی کام تلاش کر کے روزی کمانے کا فیصلہ کیا۔

جب میں نے اپنے اس فیصلہ سے اہل بستی کو آگاہ کیا تو وہ بہت کبیدہ خاطر ہوئے اور مجھے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کا اصرار کرنے لگے تاہم میں تو پورے عزم کے ساتھ فیصلہ کر چکا تھا اس لئے دمشق واپس آ گیا اور یہاں پر کمپیوٹر ٹریننگ کے ایک انسٹیٹیوٹ میں داخلہ لے لیا۔ ایک کورس مکمل کرنے کے بعد مجھے کام ملنا آسان ہوگیا۔

جماعت سے تعارف

مذکورہ کورس کے دوران رضوان نامی ایک طالبعلم سے میرا تعارف ہوا جو بہت جلد گہری دوستی میں بدل گیا۔ ایک روز وہ میرے پاس آیا اور پوچھنے لگا کہ کیا تم نے جماعت احمدیہ کے بارہ میں کچھ سنا ہے؟

امین الحاجی: تم اس کے بارہ میں کیوں پوچھ رہے ہو؟

رضوان: کیونکہ یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں اور آنے والا امام مہدی ظاہر ہو چکا ہے۔ نیز یہ جنّوں کے معروف تصور کے قائل نہیں اور ان کے نزدیک جنّوں کا انسانوں کے سروں پر سوار ہوکر عجیب وغریب حرکات سرزد کروانے کا تصور درست نہیں ہے۔

علاوہ ازیں ان کا عقیدہ ہے کہ نبوت اور اس کے فیوض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے کبھی منقطع نہیں ہوسکتے، لہٰذا ان کا سلسلہ قیامت تک جاری ہے۔

امین الحاجی: تمہیں معلوم ہے کہ تم کس قسم کے خطرناک موضوعات کے بارہ میں بات کر رہے ہو؟ اور وہ کون ہے جس نے تمہیں یہ سب کچھ کہا ہے؟

رضوان: ایک احمدی یونیورسٹی میں میری بہن کا کلاس فیلو ہے جس کی میری بہن کے ساتھ اس موضوع پر بات ہوتی رہتی ہے اور میری بہن ان امور کے بارہ میں مجھ سے بات کرتی رہتی ہے۔

امین الحاجی: مجھے تھوڑا سا ٹائم دو تا میں اس جماعت کے بارہ میں ریسرچ کرسکوں پھر اس کے بارہ میں بات ہوگی۔

تحقیق اور تشویش

میں نے آ کر تحقیق کی تو پتہ چلا کہ یہ وہی جماعت ہے جسے عرفِ عام میں قادیانیت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ عام اسلامی کتب میں اس کا ذکر دین سے خارج فرقوں کے باب میں کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے بارہ میں پڑھتے ہوئے بعض باتیں مجھے عجیب سی لگیں مثلاً یہ کہ اس جماعت کے کئی حصے ہوگئے تھے اور تفرقہ کا شکار ہو کر یہ جماعت اب صفحۂ ہستی سے مٹ چکی ہے۔ ان کی بربادی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ دنیا کی چکا چوند کے پیچھے ہو لئے، زن وزر کا حصول ہی ان کا مطمحِ نظر بن گیا، مال کی ہوس اس قدر بڑھی کہ اس جماعت کے خزانہ کے امین ہی اس پر پل پڑے اور جو کسی کے ہاتھ لگا وہ اسے لے کر چلتا بنا، وغیرہ وغیرہ۔

میں نے وہ رات انہی سوچوں میں گزاری کہ اگر یہ جماعت صفحۂ ہستی سے مٹ چکی تھی تو دمشق میں کیسے پہنچ گئی؟ اور علماء نے اس کو یہاں پنپنے کی اجازت کیسے دے دی؟

نیز یہ بھی خیال آتا رہا کہ یہ لوگ آخر کسی دلیل کی بنا پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا عقیدہ اپنائے ہوئے ہیں؟ یہ سوچتے سوچتے مجھے یاد آیا کہ شرعی انسٹیٹیوٹ میں پڑھائی کے دوران ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ووفات کے بارہ میں بھی تحقیق کرنے کا خیال میرے دل میں آیا تھا لیکن حضرت مریم کی نبوت والے معاملہ میں مولوی اساتذہ نے جو میرا حشر کیا اس نے مجھے مزید کسی اور معاملہ میں تحقیق کرنے کا حوصلہ نہ دیا۔

احمدی شخص سے ملاقات

اب میں بڑی بے صبری سے صبح ہونے کا منتظر تھا تا میں اپنے دوست رضوان سے مل کر مزید معلومات لے سکوں۔ صبح ہوتے ہی میں نے اسے فون کیا اور اس احمدی شخص سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ ایک گھنٹے کے بعد رضوان آیا اور کہنے لگا کہ اس جماعت کا ایک مرکز بھی ہے جہاں ایک شخص ہمارا منتظر ہے۔ نیز اس نے مجھے کہا کہ اگر تم ان لوگوں سے بحث کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہو تو بہتر یہی ہے کہ ہم وہاں نہ جائیں کیونکہ ایسے لوگوں کے سامنے بحث میں شکست اٹھانا بہت بڑی ذلّت کا سبب ہوگا۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ میں ان سے ان کے عقائد کے بارہ میں سننے کے لئے جا رہا ہوں۔

وقت مقررہ پر جب ہم پہنچے تو وہاں پر ایک احمدی مکرم عبد القادر عودہ صاحب ہمارے منتظر تھے۔ وہ ہمیں ایک کمرے میں لے گئے جس کی دیوار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی تصاویر لگی ہوئی تھیں۔

عبد القادر صاحب نے کہا کہ آپ جو کہنا چاہتے ہیں بڑی آزادی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو سننے کے لئے آیا ہوں۔ اس لئے آپ اپنی جماعت کے بارہ میں مجھے بتائیں۔

احمدی کیسے بنا جاسکتا ہے؟

عبد القادر صاحب نے زمانے کی حالت، قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کی آمد کا ذکر کیا۔ پھر بتایا کہ جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ وہ مسیح موعود وامام مہدی آ گیا ہے جس کا ساری امتِ مُسلمہ انتظار کر رہی ہے۔ پھر وفات مسیح اور آنے والے مبعوث کی ایک شخصیت اور کئی القاب کا ذکر کیا اور پھر جماعت کے دیگر عقائد کے بارہ میں سیر حاصل گفتگو کی۔

وہ بولتے جا رہے تھے اور میں ہمہ تن گوش ان کی باتیں سنتا اور سمجھتا جا رہا تھا۔ جب وہ بول بول کر تھک گئے تو کہنے لگے کہ اب میں آپ سے کچھ سننا چاہوں گا۔

مَیں نے کہا: مجھے یہ بتا دیں کہ کوئی احمدی کیسے ہو سکتا ہے؟

اس نے کہا کہ بانی جماعت احمدیہ نے کچھ شروط تحریر فرمائی ہیں ان کو اچھی طرح پڑھنے کے بعد ایک بیعت فارم پُر کیا جاتا ہے اور اسے خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ارسال کر دیا جاتا ہے۔ خلیفۃ المسیح کی طرف سے قبولیت کے خط کے بعد ایسا شخص جماعت احمدیہ کا رُکن بن جاتا ہے۔

میں نے کہا کہ پھر میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔

میری بات سن کر رضوان اور عبد القادر بھی حیران رہ گئے۔ عبد القادر نے کہا کہ آپ جلدی نہ کریں بلکہ پہلے استخارہ کر کے خدا تعالیٰ سے ہدایت کی دعا کریں، پھر اپنے علماء سے بھی گفتگو کر کے اطمینان کر لیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جماعت کے لٹریچر کا بھی مطالعہ کریں اور آخر پر ہمارے موقف کا دوسروں کی باتوں سے موازنہ کر کے دیکھیں اور مکمل اطمینان ہونے کے بعد کوئی فیصلہ کریں۔

میں نے کہا کہ میرے یہ سب مراحل طے ہو گئے ہیں اور میں اب مکمل اطمینان ہونے کے بعد بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ میرے اصرار کو دیکھ کر انہیں میری بات ماننی پڑی اور میں امام مہدی پر ایمان لا کر اس کی جماعت کا رُکن بن گیا۔ یوں مجھے حق اور وہ اہل حق بھی مل گئے جن کی تلاش میں مَیں ایک مدت سے سرگرداں تھا۔

بیعت کے بعد مجھے کیا ملا؟

بیعت کے بعد مجھے کیا ملا؟ اس کا سادہ سا جواب ہے کہ ایسی جنت ملی جس کے مقابلے میں دنیا کی تمام عزتیں اور جاہ وحشمت ہیچ ہیں۔ ایک عجیب احساس نصیب ہوا کہ دنیا میں جو بھی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں اس کا نتیجہ جماعت کے حق میں بہتری کی صورت میں ہی نکلے گا۔ نیز اس بات پر ایمان پکا ہوگیا کہ ہر چیز خدا کی خادم ہے اور خدا کے علاوہ کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔

اس کے علاوہ ایک اور اہم تبدیلی یہ آئی کہ میں نے کبھی جھوٹ نہ بولنے کا عہد کیا۔ ایسا کہنے کی وجہ یہ ہے کہ متعدد جماعتوں میں یہ بیماری عام ہے کہ مصلحت کی خاطر غلط بیانی سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا اور میں خود اس بات کا گواہ ہوں۔ مجھے اس بات پر بھی کامل یقین ہوگیا کہ نصرتِ حق اسی جماعت کے ذریعہ سے ممکن ہے جسے خدا نے بنایا اور اسی خلافت کے زیر سایہ ممکن ہے جسے خدا نے قائم فرمایا ہے۔ اور یہی میرے رؤیا کی تعبیر ہے کہ میں اس جماعت کا رُکن بن گیا ہوں جو تعداد میں اگرچہ کم ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لئے سرگرم ہے جبکہ اکثر مسلمان اس فرض سے غافل ہوگئے ہیں۔

اس کے علاوہ ایک اور احساس بھی بڑی قوت کے ساتھ دل میں راسخ ہوگیا کہ اگر میں مر بھی جاؤں تو میری اولاد کا مستقبل نیک ہوگا، انہیں تلاشِ حق کے لئے وہ مشکلات درپیش نہیں ہوں گی جن کا سامنا مجھے کرنا پڑا۔

جھٹلانے کی سزا

اسی عرصہ میں ایک ایسی بات بھی ہوئی جس کی وجہ سے میرے ایمان میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ وہ یہ تھی کہ جب مولویوں نے میرے ساتھ دجل وتکذیب کا سلوک کیا اور مجھ پر الحاد وجنون کا الزام لگایا تو میرے دل سے دعا نکلی تھی کہ یا الٰہی تو ان کے دجل کا بھانڈا پھوڑ اور لوگوں پر ان کی حقیقت آشکار کر دے۔ کیونکہ لوگوں کو ایسے مولویوں کا نعم البدل نہیں مل رہا اس لئے وہ ان کی بات ماننے اور ان کی باتوں پر سر ہلانے پر مجبور ہیں۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ شام کی خانہ جنگی میں ایسے مولویوں کی متشددانہ روش اور نفرت انگیز فتاویٰ کی قلعی کھل گئی اور اب یہ بات ہر انصاف پسند انسان کے لئے اظہر من الشمس ہوگئی ہے کہ متشددانہ روش کے اعتبار سے سلفی، اخوانی اور داعش کے مولویوں میں کوئی فرق نہیں۔ اب لوگوں نے کہنا شروع کر دیا ہے کہ ان مولویوں نے ہمیں گمراہ کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ خدا کے مبعوث کو جھٹلانے کی سزا ہے کہ وہ آپس میں تکفیر وتکذیب کا شکار ہوگئے ہیں۔

زندگی کی نوید اور عافیت کا حصار

کچھ عرصہ قبل میں نے رؤیا میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ایک وسیع سرسبز پہاڑی نما بلند مقام پر کھڑے دیکھا۔ آپ وہاں پر کھڑے ہوکر پوری دنیا میں احمدیوں کی تعداد گن رہے تھے۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ اس پہاڑی نما مقام کے دامن میں بہنے والے ایک دریا کی طرف جاتے ہیں جس میں طغیانی کا سا سماں ہے۔ آپ طغیانی کے باوجود اس میں تیرتے ہوئے ایک کنارے سے دوسرے کنارے پر پہنچ جاتے ہیں اور پھر وہاں کھڑے ہوکر اپنا ہاتھ بڑھا بڑھا کر اس دریا سے لوگوں کو باہر نکالنے لگ جاتے ہیں۔

آج یقیناً جماعت احمدیہ ہی ڈوبنے والوں کے لئے زندگی کی نوید ہے۔ آج خلافتِ احمدیہ ہی وہ عافیت کا حصار ہے جس کے دامن کے ساتھ منسلک ہونے سے ہر قسم کی آفتوں اور مصیبتوں سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔

.........................(باقی آئندہ)

اعتکاف

سے متعلق خلفائے احمدیت کے فرمودات سے انتخاب

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربیٔ سلسلہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم رمضان کے بابرکت مہینہ سے گزر رہے ہیں۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ القدر کی تلاش کرنے والوں کو اعتکاف بیٹھنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ اعتکاف کی اہمیت کے پیش نظر اعتکاف سے متعلق خلفاء حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند فرمودات ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب رمضان المبارک کی برکتوں سے بھرپور استفادہ کرنے والے ہوں۔ آمین۔

اعتکاف کے لغوی معنی

......حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ البقرۃ آیت 188 کی تفسیر میں لفظ ''عاکفون'' کے لغوی معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''عاکفون: عَکِفٌ عَکَفَ سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اور عَاکِفُوْنَ جمع کا صیغہ ہے۔ اور عَکَفَ کے معنے ہیں اَلْاِقْبَالُ عَلَی الشَّیْءِ وَ مُلَازَمَتُہٗ عَلٰی سَبِیْلِ التَّعْظِیْمِ لَہٗ۔ یعنی کسی چیز کی طرف پوری طرح متوجہ ہونا۔ اور اس کے ساتھ اس کی تعظیم کی خاطر تعلق قائم رکھنا یا اس میں رہنا۔ پس عَاکِفُوْنَ فِی الْمَسْجِدِ **کے معنے ہیں مسجدوں کو لازم پکڑنے والے اور ان میں بیٹھے رہنے والے۔** (تفسیر کبیر جلد1 صفحہ 410)

رہبانیت اور اعتکاف میں فرق

......حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اسلام نے رہبانیت کی اجازت نہیں دی۔ اسلام یہ بات جائز قرار نہیں دیتا کہ کوئی شخص دنیوی تعلقات کو کلّیۃً قطع کر کے محض خدا تعالیٰ کی عبادت کی خاطر اپنی ساری زندگی تنہائی میں گزار دے اور ان فرائض کی طرف توجہ نہ دے جو اس پر اللہ تعالیٰ نے بحیثیت ایک انسان ہونے کے عائد کئے ہیں۔ رہبانیت مختلف شکلوں میں دنیا میں پائی جاتی تھی اور اب بھی پائی جاتی ہے۔......اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اسلام نے ایک طرف رہبانیت سے منع کیا اور دوسری طرف دنیا کے سب مشاغل کے باوجود کامل انقطاع الی اللہ کی تلقین کی تو ہمیں اس بات کا کیسے علم ہوگا کہ ایک ''راہب'' کی زندگی کیسی ہوتی ہے۔ **سو اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ علم دینے کے لئے کہ وہ کس قسم کے انقطاع عن الدنیا اور انابت الی اللہ کو پسند کرتا ہے۔ ہمارے لئے اعتکاف کی نفلی عبادت مقرر فرمائی۔** یہ نفلی عبادت یعنی اعتکاف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے پہلے دس دنوں میں بجا لائے۔ پھر آپ رمضان کے درمیانی دس دنوں میں بھی اعتکاف بیٹھے اور آپ یہ عبادت رمضان کے آخری عشرہ میں بھی بجا لائے ہیں۔ غرض آپ رمضان کے تینوں عشروں میں اعتکاف بیٹھے ہیں اور اسے آخری شکل آپ نے یہ دی کہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کی عبادت بجالائی جائے۔ اب رمضان کا آخری عشرہ بڑا ہی محدود زمانہ ہے۔ دس دن ہی تو ہیں۔ پھر لوگوں کی تو ایک محدود تعداد اعتکاف بیٹھتی ہے لیکن اس سے ہم سب کو کم سے کم یہ علم ضرور حاصل ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کس قسم کی زندگی گزارنے کی ہم سے امید کرتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 جنوری 1966ء۔ خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 92-94)

اعتکاف کب شروع ہوتا ہے؟

......حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''اعتکاف کے لئے بیسویں کی صبح کو بیٹھتے ہیں۔ کبھی دس دن ہو جاتے ہیں اور کبھی گیارہ''۔

(روزنامہ الفضل 12 نومبر 1914ء صفحہ 12 جلد 2 نمبر 64)

......حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے سورۃ البقرۃ آیت 188 کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''اور ساتھ ہی ایک اور حکم بھی دیا کہ رمضان میں اس سنّت کو بھی پورا کرو کہ رمضان کی بیسویں صبح سے لے کر دس دن اعتکاف کیا کرو۔ ان دنوں زیادہ توجہ الی اللہ چاہئے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم نومبر 1908ء۔ خطبات نور صفحہ 261)

اعتکاف بیٹھنے کے لئے زور دے کر جگہ مختص کروانا غلط طریق ہے

......حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''پہلی بات تو یہ یاد رکھیں کہ اعتکاف رمضان کی ایک نفلی عبادت ہے۔ اس لئے جگہ کی مناسبت سے، اس کی گنجائش کے مطابق جو مرکزی مساجد ہیں ان میں یا جو بھی اپنے شہر کی مسجد ہو اس میں بھی حالات کے مطابق اعتکاف بیٹھنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ بعض لوگوں کا زور ہوتا ہے کہ ہم نے ضرور اعتکاف بیٹھنا ہے اور فلاں مسجد میں ہی ضرور بیٹھنا ہے۔ مثلاً ربوہ میں مسجد مبارک میں یا مسجد اقصیٰ میں بیٹھنا ہے یا یہاں مسجد فضل میں بیٹھنا ہے یا مسجد بیت الفتوح میں بیٹھنا ہے۔ اور پھر اس کے لئے زور بھی دیا جاتا ہے، خط پہ خط لکھے جاتے ہیں اور سفارش کرنے کی درخواستیں کی جاتی ہیں۔ تو یہ طریق غلط ہے۔ دعا کی قبولیت تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو کہیں بھی ہو سکتی ہے۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ جو اعتکاف بیٹھیں گے ان کو لیلۃ القدر حاصل ہوگی اور باقیوں کو نہیں ہوگی۔ کسی خاص جگہ سے تو مخصوص نہیں ہے۔ ہاں بعض جگہوں کی ایک اہمیت ہے اور ان کے قرب کی وجہ سے بعض دفعہ جذبات میں خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ سوچ بہرحال غلط ہے کہ ہم نے فلاں جگہ ضرور بیٹھنا ہے۔ بعض دفعہ لوگوں کو صرف یہ خیال ہوتا ہے کہ پچھلے سال فلاں بیٹھا تھا اس لئے اس سال ہمیں باری دی جائے۔ یا اس سال ہم نے ضرور بیٹھنا ہے۔ یہ دیکھا دیکھی والی بات ہو جاتی ہے۔ نیکیوں میں بڑھنے والی بات نہیں رہتی''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 اکتوبر 2004ء)

دیکھا دیکھی والی نیکیاں بدعات ہیں

......حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''ایک روایت میں آتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، ایک رمضان میں نماز فجر کی ادائیگی کے بعد آپ اپنے خیمہ میں داخل ہوئے تو حضرت عائشہؓ نے اعتکاف بیٹھنے کی اجازت مانگی تو آپؐ نے ان کو اجازت دے دی۔ انہوں نے بھی اعتکاف کے لئے خیمہ لگا لیا۔ حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ کے اعتکاف کرنے کا سنا تو انہوں نے بھی اعتکاف کے لئے خیمہ لگا لیا۔ حضرت زینبؓ نے یہ خبر سنی تو انہوں نے بھی اعتکاف کے لئے خیمہ لگا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اگلی صبح دیکھا تو چار خیمے لگے ہوئے تھے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ اس پر آپؐ کو امّہات المومنین کا حال بتایا گیا (کہ ہر ایک نے ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی خیمہ لگا لیا ہے، اس لحاظ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل ہو جائے گا) اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو ایسا کرنے پر کس چیز نے مجبور کیا ہے۔ کیا نیکی نے؟ ان خیموں کو اٹھا لو۔ مَیں ان کو نہ دیکھوں۔ چنانچہ وہ خیمے اکھاڑ دیئے گئے۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رمضان میں اعتکاف نہ کیا۔ اپنا خیمہ بھی اٹھا لیا۔ البتہ (اس سال) آپ نے (روایت کے مطابق) آخری عشرہ شوال میں اعتکاف کیا۔

(بخاری کتاب الاعتکاف۔ باب اعتکاف فی شوال)

یہ دیکھا دیکھی والی نیکیاں بدعات بن جاتی ہیں۔ آپؐ برداشت نہ کر سکتے تھے کہ بدعات پھیلیں۔ نیکیوں کی خواہش تو دل سے پھوٹنی چاہئے۔ اس کا اظہار اس طرح ہو کہ لگے کہ نیکی کی خواہش دل سے نکل رہی ہے۔ یہ نہ ہو کہ لگ رہا ہو دیکھا دیکھی سب کام ہو رہے ہیں۔ امّہات المومنین بھی یقیناً نیکی کی وجہ سے ہی اعتکاف بیٹھی ہوں گی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں ان برکات سے ہم بھی حصہ لے لیں جو اِن دنوں میں ہونی ہیں۔ لیکن آپؐ کو یہ برداشت نہ تھا کہ کسی نیکی سے دکھاوے کا ذرا سا بھی اظہار ہوتا ہو، ذرا سا بھی شبہ ہوتا ہو۔ چنانچہ آپؐ نے سب کے خیمے اکھڑوا دیئے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 اکتوبر 2004ء)

مسجد میں اعتکاف کی حکمت

......حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اسلام نے اجتماعی عبادتوں کو انفرادی عبادات پر ترجیح اور اہمیت دی ہے۔ مثلاً نماز باجماعت ہے جمعہ کی نماز ہے۔ ان عبادات کو انفرادی اور نفلی عبادت پر فوقیت حاصل ہے۔ اگر مسجد سے باہر اعتکاف بیٹھنے کا حکم دیا جاتا تو معتکف اعتکاف کے دنوں میں نہ نماز باجماعت ادا کر سکتا اور نہ جمعہ کی نماز میں شریک ہو سکتا اور نماز باجماعت اور نماز جمعہ فرائض میں سے ہیں اور انہیں اعتکاف پر جو ایک نفلی عبادت ہے بڑی فوقیت حاصل ہے۔ صرف ان عبادات کو بجالانے کے لئے اعتکاف کے لئے مسجد کو منتخب کیا گیا ہے......'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 14 جنوری 1966ء۔ خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 96)

......حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس بارہ میں مزید فرمایا:

''معتکف کو مسجد میں صرف اس لئے بٹھایا گیا ہے کہ اس کی نماز جمعہ ضائع نہ ہو اور وہ نماز باجماعت ادا کر سکے...... ایک دفعہ حضرت عباسؓ سے ایک دوست نے سوال کیا کہ ایک شخص سارا دن عبادت اور روزہ میں گزارتا ہے رات کو بھی وہ ذکر الٰہی اور نوافل پڑھنے میں خرچ کرتا ہے لیکن وہ نماز باجماعت سے غافل ہے اور جمعہ کی نماز میں بھی نہیں آتا اس کے متعلق آپؐ کا کیا خیال ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے نہایت آرام سے جواب دیا هُوَ فِی النَّارِ وہ شخص آگ میں جائے گا۔ پس ہمیں فرائض کی طرف بہرحال پہلے متوجہ ہونا چاہئے اور نوافل تو ایک زائد عبادت ہے جس کا بجالانا بہت سی برکتوں کا موجب تو ضرور ہے اور فرائض کی ادائیگی میں جو کمزوری اور رخنے باقی رہ جاتے ہیں ان کو دور کرنے کا ذریعہ بھی ہیں لیکن فرائض کے بغیر نوافل کوئی چیز نہیں اور جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ وہ فرائض کو چھوڑ کر نوافل کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے قرب کو حاصل کر لے گا وہ غلطی پر ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 جنوری 1966ء۔ خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 97)

......حضرت مصلح موعودؓ اس بارہ میں فرماتے ہیں:

''مسجد کے باہر اعتکاف ہو سکتا ہے مگر مسجد والا ثواب نہیں مل سکتا۔''

(روزنامہ الفضل 6 مارچ 1962ء صفحہ 3 جلد 51/16 نمبر 54)

معتکف کو حقیقی اور انتہائی تنہائی اور خلوت میسّر آنی چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اعتکاف بیٹھنے والے کو حقیقی اور انتہائی تنہائی اور خلوت میسّر آنی چاہئے تا وہ اپنا زیادہ تر وقت خدا تعالیٰ کی عبادت اور دعاؤں میں گزار سکے۔......بعض لوگ معتکفین کی خلوت میں خلل انداز ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اسے پسند نہیں کرتا''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 جنوری 1966ء۔ خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 95)

معتکف اونچی تلاوت نہ کرے

......حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

''جہاں تک آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اعتکاف بیٹھنے کا تعلق ہے اس کے متعلق حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث ہماری رہنمائی کر رہی ہے، مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے، کہ رمضان کے آخری عشرے میں آپ نے اعتکاف کیا۔ آپ کے لئے کھجور کی خشک شاخوں کا حجرہ بنایا گیا۔ یاد رکھیں کہ اس زمانے میں مسجد نبوی میں اتنی بڑی گنجائش تھی کہ آج کل کی مسجدوں میں آپ سوچ بھی نہیں سکتے، بہت وسیع ہے مسجد نبوی۔ اس میں جگہ جگہ الگ الگ خیمے نصب ہوا کرتے تھے، الگ الگ حجرے بنائے جاتے تھے اور بالعموم ایک کی آواز دوسرے کی خلوت میں مخل نہیں ہوا کرتی تھی، یہ دستور تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن آپؐ نے باہر جھانکتے ہوئے فرمایا:......نمازی اپنے ربّ سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کو سنانے کے لئے قرأت بالجہر نہ کرو۔ حدیث کے الفاظ ہیں ''**لَا یَجْهَرْ بَعْضُكُم عَلٰی بَعْضٍ بِالْقِرَآءَ ةِ**''۔ یعنی اس کے دونوں معانی بن سکتے ہیں۔ اپنی قراءت سے کسی دوسرے قاری کی قراءت میں مخل نہ ہو۔ اور ایک ترجمہ جو عام چلا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ کسی کو سنانے

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے تو ہم روز دیکھتے ہیں لیکن جب کہیں سفر پر جاتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے فضل کئی گنا زیادہ بڑھ کر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پروگراموں میں برکت ڈالتا ہے اور تبلیغ اور اسلام کا حقیقی پیغام بھی بڑی کثرت سے لوگوں کو پہنچتا ہے اور پھر لوگوں پر اس کا اثر بھی ہوتا ہے۔

جس طرح جرمنی کے جلسے اور دوسرے پروگراموں میں اللہ تعالیٰ کے فضل ہوئے اور جس طرح اسلام احمدیت کا پیغام ان دنوں میں وسیع پیمانے پر ملک کے وسیع حصّے میں پھیلا ہے یہ ہمیں اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا ذکر کیا جائے اور خاص طور پر جرمنی جماعت کو بہت زیادہ شکر گزار ہونا چاہئے اور اسے ان فضلوں پر شکر گزاری کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور مزید جھکنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل بڑھتے چلے جائیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمنی میں مشرقی یورپ اور ہمسایہ ممالک سے بہت سے لوگ جلسہ میں شمولیت کے لئے آئے تھے۔

ان میں بہت سے غیر از جماعت اور غیر مسلم ہوتے ہیں۔ ان میں بعض بیعت بھی کر لیتے ہیں۔

مختلف ممالک سے آنے والے مہمانوں کے جلسہ سالانہ اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات کے بارہ میں نہایت خوشکن اور گہرے اثرات پر مشتمل تأثرات کا اجمالی تذکرہ

مجموعی طور پر اس دفعہ جلسہ سالانہ کے انتظامات بڑے اچھے تھے۔ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو جزا دے جنہوں نے بڑی محنت سے کام کیا۔

اس دورہ کے دوران بعض مساجد کے افتتاح بھی ہوئے۔ ان مواقع پر بھی مہمانوں نے اپنے تأثرات کا اظہار کیا۔

مساجد کے افتتاح کے حوالہ سے الیکٹرانک میڈیا اور اخبارات میں وسیع کوریج

ریڈیو، ٹی وی، اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا میں جلسہ سالانہ اور دیگر مختلف پروگراموں کی وسیع پیمانے پر تشہیر۔ کئی ملین افراد تک ان ذرائع سے اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ جماعتیں ان فضلوں کو سنبھالنے والی ہوں اور جلسے کی برکات وسیع تر پھیلتی چلی جائیں۔

مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد دین صاحب بدرؔ درویش قادیان کی وفات۔ مرحومہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 12 رجون 2015ء بمطابق 12 احسان 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’یاد رکھو کہ انسان کو چاہئے کہ ہر وقت اور ہر حالت میں دعا کا طالب رہے اور دوسرے اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ:11)۔ پر عمل کرے۔‘‘ فرمایا: خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی تحدیث کرنی چاہئے۔ اس سے خدا تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے ایک جوش پیدا ہوتا ہے۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 4 صفحہ 649 بحوالہ الحکم 10 اپریل 1903ء صفحہ 1-2 جلد 7 نمبر 13)

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے تو ہم روز دیکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل اور نعمتوں کی طرف توجہ دلانے والے ہونے چاہئیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں اضافہ کرنے والے بھی ہونے چاہئیں۔ لیکن جب مَیں سفر پر جاتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے فضل کئی گنا زیادہ بڑھ کر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پروگراموں میں برکت ڈالتا ہے اور تبلیغ اور اسلام کا حقیقی پیغام بھی بڑی کثرت سے لوگوں کو پہنچتا ہے اور پھر لوگوں پر اس کا اثر بھی ہوتا ہے۔

گزشتہ دنوں جب جرمنی کے دورے پر گیا ہوں تو اصل مقصد تو جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت تھی لیکن اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ خود ہی ایسے پروگرام بھی کروا دیتا ہے جو اسلام کے حقیقی تعارف اور تعلیم کو لوگوں تک پہنچانے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان کو ہر حالت میں دعا کا طالب رہنا چاہئے۔ یقیناً اس کے بغیر تو ہمارا ایک قدم بھی اٹھانا محال ہے۔ اللہ تعالیٰ سے خالص ہو کر دعا مانگنی چاہئے اللہ تعالیٰ اس کی توفیق بھی دیتا رہے۔ اور پھر فرمایا کہ دعا کے ساتھ جب اللہ تعالیٰ کے فضل ہوں یا اللہ تعالیٰ خود ہی اپنی صفات کے جلوے دکھاتے ہوئے اپنے فضلوں کو اس سے کئی گنا بڑھ کر عطا کر رہا ہو جتنی ہماری دعا اور کوشش ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پہلے سے بڑھ کر یاد کرنا اور ان کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ اور یہی چیز پھر مومنین کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرتی ہے۔ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کا ایک جوش پیدا ہوتا ہے تا کہ اس طرح سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور انعامات مزید بڑھیں۔

پس جس طرح جرمنی کے جلسے اور دوسرے پروگراموں میں اللہ تعالیٰ کے فضل ہوئے اور جس طرح اسلام احمدیت کا پیغام ان دنوں میں وسیع پیمانے پر ملک کے وسیع حصے میں پھیلا ہے یا اس تک پہنچا ہے یہ ہمیں اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا ذکر کیا جائے اور خاص طور پر جرمنی جماعت کو بہت زیادہ شکر گزار ہونا چاہئے اور اسے ان فضلوں پر شکر گزاری کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور مزید جھکنا چاہئے

تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل بڑھتے چلے جائیں۔

دلوں تک پہنچنا تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے بغیر ممکن نہیں۔ کوئی انسان کسی کے دل تک نہیں پہنچ سکتا اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ ہو۔ انسان چاہے لاکھ کوشش کرے اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ ہو تو کوئی پیغام اثر نہیں کرتا۔ بعض دفعہ پُر جوش مقررین کی تقریریں بھی اثر نہیں کرتیں لیکن ایک سادہ اور عام فہم انداز میں بات اثر کر جاتی ہے۔ پس اس کے نظّارے ہمیں جلسے پر نظر آئے۔ وہاں جو غیر مہمان آئے ہوئے تھے ان کے تأثرات میں اس کا اظہار رہوا۔ ان کا مختصر ذکر مَیں اس وقت آپ کے سامنے کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمنی میں مشرقی یورپ اور ہمسایہ ممالک سے بہت سے لوگ جلسے میں شمولیت کے لئے آئے تھے۔ بہت سے غیر از جماعت اور غیر مسلم ہوتے ہیں جو احمدیوں کے تعلقات کی وجہ سے حقیقت جاننے کے لئے آ جاتے ہیں اور پھر ان پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ زمانے کے امام کے غلاموں میں شامل ہو جاتے ہیں، بیعت کر لیتے ہیں۔

اس سال بھی جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت کے لئے میسیڈونیا، بوسنیا، کوسووو، مونٹی نیگرو، بلغاریہ، البانیا، لیٹویا، رشیا، ہنگری، لتھوینیا، کروشیا اور سلووینیا کے ممالک سے وفود آئے تھے۔ اسی طرح ہمسایہ یورپی ملک جو ہیں بیلجیم، ہالینڈ، فرانس، سویڈن، سپین، اٹلی یہاں سے بھی نو مبائعین اور غیر از جماعت مہمان آئے۔ اسی طرح جرمنی میں آباد رشین ممالک کے احمدی اور غیر از جماعت احباب اور اسی طرح ترکی کے احمدی اور غیر از جماعت احباب بھی بڑی تعداد میں شامل ہوئے۔ ان سب کے ساتھ ملاقاتیں بھی ہوئیں، سوال جواب بھی ہوئے۔ چند ایک کے تأثرات میں پیش کرتا ہوں۔

البانیا سے سولہ افراد آئے ہوئے تھے۔ دو نے جلسے کی کارروائی دیکھ کر بیعت بھی کر لی۔ ایک دوست ایڑوین جیپا (Ervin Xhepa) صاحب اپنی اہلیہ کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوئے۔ یہ دونوں قانون کے شعبے سے منسلک ہیں۔ یہ خود تو احمدی ہیں لیکن ان کی اہلیہ نے جلسے میں شمولیت سے پہلے بیعت نہیں کی تھی لیکن الحمد للہ کہ جلسے میں شامل ہو کر اور بعد میں ملاقات کر کے انہوں نے بھی بیعت کر لی اور یہ کہنے لگیں کہ جلسے کے تجربات نہایت غیر معمولی تھے جس سے محبت، اخلاص اور بے لوث خدمت کا مظاہرہ انہوں نے دیکھا۔ کہتی ہیں اس کا میرے دل پر بڑا غیر معمولی اثر ہوا۔ یہ بھی قانون دان ہیں، یہ بھی وکیل ہیں۔ کہتی ہیں کہ میرے خاوند نے مجھے بہت تبلیغ کی تھی اور کافی عرصے سے احمدیت کی خوبصورتی میرے دل میں بیٹھ چکی تھی لیکن آج کامل یقین سے جماعت احمدیہ کو قبول کرتی ہوں۔ اور ملاقات کے دوران بھی وہ مستقل روتی رہیں۔ یہ بھی نہیں کہ بڑی عمر کی ہیں۔ نوجوان ہیں اور نوجوانوں میں بھی حقیقی اسلام پہچاننے کی طرف بہت توجہ پیدا ہو رہی ہے۔

اسی طرح ایک دوست ابراہیم تُرشِلا (Ibrahim Turshilla) صاحب ہیں۔ ملاقات کے دوران انہوں نے اعلان کیا کہ میں بھی احمدی ہوتا ہوں اور بیعت کر کے شامل ہو گئے۔ کہتے ہیں میں نے یہ فیصلہ کرنے میں بڑی دیر کی ہے لیکن پھر بھی آج پورے یقین سے شامل ہوتا ہوں اور میرا یہ فیصلہ بڑا صحیح ہے۔

کوسووو سے آنے والے ایک دوست اگرون (Agron) صاحب ہیں۔ کہتے ہیں مَیں پچھلے سال بھی آیا تھا لیکن گزشتہ سال کے مقابلے پر جلسے کے انتظامات میں غیر معمولی وسعت اور نمایاں تبدیلی محسوس کی ہے۔ پس یہ وسعت اور تبدیلی اور بہتری اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہے۔ اور اس بات کو انتظامیہ کو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بنانے میں مزید کردار ادا کرنا چاہئے اور ان کی شکر گزاری بڑھنی چاہئے۔

میسیڈونیا سے بھی 62 افراد پر مشتمل وفد آیا تھا جن میں سے چودہ عیسائی تھے۔ ستائیس غیر احمدی مسلمان تھے اور یہ تقریباً دو ہزار کلومیٹر کا طویل سفر کر کے 36 گھنٹے کے سفر کے بعد پہنچا تھا۔ ان میں دو ٹی وی چینلز کے دو صحافی بھی تھے اور مختلف مناظر بھی فلماتے رہے۔ انہوں نے مختلف لوگوں کے انٹرویو بھی لئے اور کہتے ہیں کہ وہاں جا کے ہم ایک ٹی وی پروگرام بنائیں گے اور اس میں یہ دکھائیں گے۔

میسیڈونیا سے آنے والے ایک مہمان نے کہا کہ جلسے میں شامل ہو کر اس کی یادوں کے ساتھ واپس جا رہا ہوں۔ جلسے کے انتظامات کا کام ایسا ہے کہ کوئی بھی ادارہ مشکل سے سرانجام دے سکتا ہے بلکہ میں کہوں گا کہ ایک بڑا ملک بھی اس معیار کا پروگرام منعقد نہیں کر سکتا۔

پھر میسیڈونیا کے ایک صاحب ہیں وہ کہتے ہیں زندگی میں پہلی دفعہ اتنے اچھے لوگوں سے ملا ہوں۔ مجھے سب سے زیادہ متأثر اسلام کے پیغام نے کیا ہے جو مجھے اب یہاں سے ملا۔ آپ کے پاس دیواروں پر جو پیغام لکھا ہوا ہے وہ صرف الفاظ نہیں ہیں بلکہ حقیقت میں آپ لوگ اس پر عمل کرتے ہیں۔ ان باتوں نے میرے دل پر بڑا گہرا اثر کیا ہے۔

پھر میسیڈونیا سے ہی ایک مہمان ٹونی (Toni) صاحب ہیں۔ کہتے ہیں بطور صحافی مَیں دنیا کے مختلف پروگراموں میں شامل ہوا ہوں لیکن یہ سب سے اچھا پروگرام تھا۔ سب کچھ اچھے طریقے سے آرگنائز کیا گیا تھا۔ یہاں ڈسپلن تھا۔ مجھے اس بات نے سب سے زیادہ متأثر کیا کہ سب لوگ خدا کے نزدیک برابر ہیں۔ سب افراد میں برداشت ہے۔ مذہب، قوم، زبان کی وجہ سے آپس میں اختلافات نہیں ہیں۔ ایک غیر مسلم کی حیثیت سے یہ بات میرے لئے بہت اہم ہے۔

پھر میسیڈونیا سے آنے والے ایک مہمان کہتے ہیں کہ جلسے پر پہلی بار شامل ہوا ہوں اور میرے لئے سب کچھ نیا تھا۔ مَیں نہیں جانتا تھا کہ اسلام میں ایسی جماعت بھی موجود ہے۔ اس جلسے میں شامل ہونے کے بعد اب اپنے آپ کو علمی طور پر بہتر محسوس کر رہا ہوں۔ مجھے احمدیت کے بارے میں زیادہ علم حاصل ہوا ہے اور تجربہ بھی۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ مَیں اس جماعت کا ہی حصہ ہوں۔ اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کا اکٹھا ہونا اور سب کی ضروریات کا خیال رکھنا یہ بہت بڑا کام ہے۔

پھر ان کی مجھ سے ملاقات بھی ہوئی۔ اس کے بعد یہ کہنے لگے کہ جو کچھ میں نے آپ سے سنا ہے اس کے بارے میں غور کروں گا کہ ہمارے اور احمدیوں کے درمیان کیا فرق ہے۔ ان کا سوال یہی تھا کہ احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟ کہتے ہیں جو کچھ مَیں نے آپ سے سنا مجھے بہت اچھا لگا ہے۔ میرا پیغام جماعت کو یہ ہے کہ میرے ملک اور دیگر ممالک جہاں بھی جماعت قائم نہیں ہے وہاں احمدیت کے مشنری بھجوائے جائیں جو وہاں لوگوں کو بتائیں کہ احمدیت کیا ہے۔ اور یہ مطالبے اِکّا دُکّا نہیں، بہت ساری جگہوں سے آتے ہیں۔

میسیڈونیا کے وفد کے ایک مہمان دراگان (Dragan) صاحب تھے۔ کہتے ہیں میرا مسلمانوں سے پہلی مرتبہ اس طرح اتنا قریبی تعارف ہوا ہے اور ایسی تقاریر سنی ہیں جو اسلامی تعلیم کے بارے میں تھیں۔ یہاں مسلمانوں نے ہمارا استقبال ایسے کیا جیسے وہ ہمیشہ سے ہمیں جانتے ہوں۔

بوسنیا کے ایک صاحب کہتے ہیں۔ پہلے ان کا جماعت کے ساتھ اتنا مضبوط تعلق نہیں تھا لیکن امام جماعت احمدیہ سے ملاقات کے بعد ان میں ایک غیر معمولی تبدیلی پیدا ہوئی ہے اور جماعت اور خصوصاً خلیفۃ المسیح کے لئے ان کے دل میں احترام بہت زیادہ ہو گیا ہے۔

سویڈن سے ایک رشین فیملی آئی تھی۔ ان کے ایک اَور دوست آئی تورے صاحب تھے۔ اپنی فیملی کے ساتھ جلسے میں شامل ہوئے۔ انہوں نے 2013ء میں احمدیت قبول کی تھی مگر مجھ سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ مجھ سے ملاقات کے بعد بڑے جذباتی تھے اور بڑے پُر جوش تھے اور بار بار اس بات کا اظہار کرتے رہے کہ میرا خیال نہیں تھا کہ مصروفیت کی وجہ سے ملاقات ہو گی لیکن موقع پیدا ہو گیا۔ مربی صاحب نے لکھا کہ آتے ہوئے تو ہر دو گھنٹے بعد رکنے کا کہتے تھے تا کہ پھر کے اپنی ٹانگ تھوڑی سی strech کر کے درست کر سکیں لیکن واپسی پر سترہ گھنٹے کا سفر انہوں نے بغیر رُکے کیا۔ اور جب ان سے گھر پہنچ کے پوچھا کہ اس دفعہ آپ رستے میں رکے نہیں۔ کہنے لگے کہ جلسے کی برکات ہیں۔ مجھے تو احساس ہی نہیں رہا کہ میری ٹانگ میں کوئی تکلیف تھی۔

پھر کروشین وفد تھا۔ اس کی ایک رکن یاسیپا (Josipa) صاحبہ نے کہا کہ جلسہ سالانہ پر آنے سے قبل میں نے جماعت کے موجودہ سربراہ کی کتاب World crisis and the pathway to peace کا مطالعہ کیا۔ اس طرح سال 2014ء اور 15ء میں امن کے بارے میں سمپوزیم میں خلیفۃ المسیح کے دونوں خطابات کا بھی مطالعہ کیا۔ میرے ذہن میں یہ تاثر تھا کہ جماعت کے سربراہ بعض معاملات میں سخت موقف رکھتے ہوتے ہیں اور سخت مزاج ہوں گے تاہم یہ تاثر ملاقات کے بعد زائل ہو گیا اور اس کے بعد انہوں نے مزید تحقیق جماعت کے بارے میں کرنی شروع کی۔

ہنگری کے ایک دوست مے زے ای (Mezei) صاحب جلسے میں شامل ہوئے۔ پولیس کے محکمے میں مختلف عہدوں پر کام کرتے رہے ہیں۔ اب ہنگری کے ایک انقلابی وزیر اعظم کے نام پر ایک فنڈ قائم ہوا ہے اس کے ذریعے یہ انسانیت کی خدمت کے کام کرتے ہیں۔ یہ مذہباً عیسائی ہیں۔ وہ اپنے جذبات کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ چھوٹا بڑا ہر کوئی ایک دوسرے کو سلام کر رہا تھا۔ پیار سے مل رہا تھا۔ مجھے ان لوگوں کی زبان تو سمجھ نہیں آئی لیکن ان کے چہرے کے تأثرات سے لگ رہا تھا کہ یہ لوگ پیار بانٹ رہے ہیں۔ میں نے دنیا دیکھی ہے اور مشرق سے لے کر مغرب تک اس قسم کا نظارہ نہیں دیکھا۔ مجھ پر اس جلسے کا عجیب اثر ہوا ہے۔ یقیناً مَیں اپنے دوستوں کو، جاننے والوں کو بھی جماعت احمدیہ کے جلسے کے متعلق بتاؤں گا۔

پھر ہنگری کے ہی ایک گابور پیٹر (Gabor Peter) صاحب ہیں۔ یہ مذہباً یہودی ہیں۔ ہمارے جو مبلغ ہیں انہوں نے بتایا کہ جلسے میں شامل ہونے سے پہلے جب ان سے اسلام اور یہودیت کے حوالے سے بات ہوتی تھی تو بسا اوقات کج بحثی بھی کرتے لیکن جب ان کی ملاقات مجھ سے ہوئی تو کہنے لگے کہ آپ لوگ Love for all, hatred for none پر صرف ایمان نہیں لاتے بلکہ میں نے خود دیکھ لیا ہے کہ آپ لوگ اس ماٹو پر عمل کرتے ہیں اور اب انہوں نے کہا ہے کہ جماعت کو ہنگری میں کسی بھی قسم کے معاملے میں کوئی بھی ضرورت ہو تو وہ تعاون کریں گے۔ پس یہ تبدیلیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ پیدا فرماتا ہے۔

ہنگری سے آنے والے وفد میں ایک دوست اسماعیل صاحب شامل تھے۔ ان کا تعلق ویسے برکینا فاسو سے ہے لیکن ہنگری میں مقیم ہیں۔ ان کی اہلیہ ہنگیرین ہیں۔ وہاں کچھ عرصہ پہلے بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گئے۔ ان کی دو بچیاں ہیں ان کے ساتھ آنا چاہتے تھے۔ لیکن اہلیہ نے کہا کہ بچیوں کو علیحدہ میں

نہیں جانے دوں گی۔ پتا نہیں کن مسلمانوں میں تم جا رہے ہو۔ اس لئے بچیوں کی نانی ساتھ آئی تھی اور یہاں آ کے ان پہ جو اثر ہونا تھا ہؤا۔ پہلے تو جلسے کی مختلف کارروائی دیکھی One comunity, one leader جو ویڈیو ہے وہ بھی دکھائی گئی۔ اس کا بھی ان پر خاص اثر ہؤا اور جلسہ گاہ پہنچنے سے پہلے کہنے لگیں کہ مَیں سر ڈھانکنے کے لئے کچھ نہیں لائی۔ بہرحال پھر ساتھ والی عورتوں سے دوپٹہ مانگا، سکارف مانگا اور سر ڈھانکا اور ملاقات کے دوران بھی بڑی جذباتی تھیں کہ یہ بالکل اَور دنیا ہے جو مَیں دیکھ رہی ہوں۔ ہمارے جو تحفظات تھے بالکل دُور ہو گئے ہیں۔

پھر جرمنی میں ایک دوست سلیمان صاحب ہیں۔ سینٹرل ریپبلک آف افریقہ سے ان کا تعلق ہے۔ کہتے ہیں مجھے جلسے کی دعوت ملی تو میرا خیال تھا کہ پچاس یا سو لوگوں کی تبلیغی نشست ہو گی جس میں تھوڑی بہت باتیں ہوں گی اور کھانا پینا ہو گا۔ پھر سارے لوگ اپنے گھروں کو چلے جائیں گے۔ لیکن یہاں آنے کے بعد تو میرا نظریہ یکسر بدل گیا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں افراد جمع تھے۔ مَیں تو جلسے کے نظارے کے اس سحر سے باہر نہیں نکل سکا۔ یہاں کی ہر چیز ہی مسحور کن ہے اور آپ کا تبلیغ کرنے کا انداز ہی نرالا ہے۔ اگر اسی طرز پر تبلیغ کی جائے تو کوئی بدقسمت ہی ہو گا جو انکار کرے۔

مونٹینیگرو سے آنے والے ایک صاحب راغب شپتافی (Ragip Shaptafi) صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے تقاریر سنیں، انتظامات دیکھے، غیر معمولی چیزیں تھیں۔

اسی طرح راغب صاحب نے بتایا کہ مونٹینیگرو میں مسلمانوں کے نزدیک عموماً یہی مشہور ہے کہ جماعت احمدیہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول نہیں کرتی لیکن جو شخص جماعت کو قریب سے دیکھتا ہے تو اس پر فی الفور واضح ہو جاتا ہے کہ یہ محض جھوٹ ہے جو مولویوں نے پھیلایا ہوا ہے۔

پھر مراکش کے ایک دوست جو بیلجیم میں رہتے ہیں، کہتے ہیں کہ اپنے جذبات کو بیان نہیں کر سکتا۔ ایسا روحانی نظارہ ہے جس نے میری روح کی گہرائی تک اثر کیا ہے۔ اسلام کی صحیح تصویر مجھے یہاں نظر آئی ہے۔ کہتے ہیں خلیفۂ وقت کو دیکھ کر اور آپ کی تقاریر سن کر میرا نظریہ احمدیت کے بارے میں تبدیل ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ مجھے ایسی بیعت کی توفیق دے کہ مَیں دین کا خادم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے والا بنوں۔

ایک جرمن دوست ہیکو فرہینکل (Heiko Fahnicke) صاحب کہتے ہیں۔ یہ میرا پہلا موقع تھا کہ میں احمدیت کے بارے میں کچھ جان سکوں۔ پھر میرے بارے میں انہوں نے کہا کہ جو بھی انہوں نے کہا سچ کہا۔ اگر تمام انسان اس پر عمل کرنا شروع کر دیں تو پوری دنیا میں امن پھیل جائے۔ میں نے اپنی توقعات سے بڑھ کر اسلام کے بارے میں یہاں سے سیکھا ہے اور مجھے بہت مزا آیا ہے۔

فرانس کے ایک نومبائع آن لی آنفان (Anly Anfane) صاحب جزائر کموروز کے رہنے والے ہیں۔ تین ہفتے پہلے ہی انہوں نے بیعت کی تھی۔ کہتے ہیں میں مسلمان تو تھا مگر استقامت نہیں ملتی تھی۔ کل جب خلیفۃ المسیح کے پیچھے جمعہ پڑھا تو مجھے بہت مزا آیا اور زندگی میں پہلی بار نماز میں رونا آیا۔ جماعت میں داخل ہونے سے قبل میرے سارے کام پھنسے ہوئے تھے لیکن جب سے احمدی ہؤا ہوں میرے سارے کام آسان ہو گئے ہیں اور روزانہ خدا تعالیٰ کے نشان نظر آ رہے ہیں۔

ایک طالبعلم ایڈگروس (Edgaras) کہتے ہیں کہ یہاں آنے سے قبل میرے ذہن میں الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ اسلام کے بارے میں بہت غلط تصور قائم تھا۔ لیکن خطابات سن کر اور جلسے کے پروگرام دیکھ کر سب کچھ مختلف لگا۔ لوگوں کا رویہ بہت مثبت تھا اور آج حقیقی اسلام کو آپ لوگوں کی صورت میں دیکھ رہا ہوں۔

اسی طرح بہت سارے لوگوں کے تأثرات ہیں۔

لتھوینیا سے آنے والے ایک وکیل نے کہا کہ مَیں جلسے میں شامل ہو کر بہت متأثر ہؤا ہوں۔ میں نے آپ کے خلیفہ کے خطابات سنے۔ اسلام کے بارے میں یہ میرے لئے نیا تجربہ ہے۔ یہاں آ کر مجھے اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم ہؤا ہے۔ میں آپ کا شکرگزار ہوں اور ایک وکیل ہونے کی حیثیت سے اب لتھوینیا میں آپ کی جماعت کی ایکٹوٹیز (activities) میں قانونی طور پر پوری مدد اور کوشش کروں گا اور آپ کا ساتھ دوں گا۔

بوسنیا سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب نے کہا کہ خلیفۃ المسیح نے ایک زندہ خدا کے بارے میں تصور پیش کیا۔ اس وقت صرف جماعت احمدیہ ایک ایسی جماعت ہے جو یہ دعویٰ کرتی ہے اور دکھاتی بھی ہے کہ خدا تعالیٰ آج بھی زندہ ہے۔ اور یہ بات ہمیں آپ نے بڑے آسان الفاظ میں مگر عمدہ رنگ میں بیان کر کے سکھائی۔

پھر ایک صاحب ہیں جو جرمنی اور بیلجیم کے بارڈر پر رہتے ہیں۔ پہلے سے مسلمان ہیں۔ کہتے ہیں جلسہ جرمنی پر آنے سے پہلے تک میں مذہب اور جماعت کو سنجیدگی سے نہیں لیتا تھا لیکن جلسے میں شامل ہو کر میرے جذبات کی کایا پلٹ گئی ہے۔ جس جماعت کو میں سنجیدہ نہیں لیتا تھا اسی جماعت نے میری زندگی کے بہترین دن مجھے جلسہ سالانہ کی شکل میں دکھائے۔ پھر انہوں نے اپنی ایک لمبی خواب کا بھی ذکر کیا ہوا ہے۔

اسی طرح ایک جرمن نو احمدی پیٹرک (Patrick) صاحب کہتے ہیں کہ مجھے آج بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے اور اس کی وجہ خلیفۃ المسیح کا جرمن مہمانوں سے خطاب تھا (جو انگلش میں ہوتا ہے)۔ مجھے احمدیہ مسلم جماعت میں خلافت کے ذریعے سچی محبت نظر آئی ہے۔ میرا دل محبت اور نور سے پُر ہے۔

عبداللہ صاحب ایک سیرین ہیں۔ ان کے والد کئی سالوں سے احمدی تھے۔ یہ اپنے والد کے ساتھ رشیا میں رہتے تھے لیکن اب پڑھائی کے سلسلے میں ہالینڈ میں مقیم ہیں۔ ان کے والد صاحب کے ذریعے انہیں تبلیغ تو ہوتی رہی لیکن ابھی انہوں نے بیعت نہیں کی تھی۔ جلسے میں شرکت کے بعد باوجود اس کے کہ جلسے سے پہلے مبلغ صاحب کے ساتھ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں ان کے روز سوال و جواب ہوتے تھے اور یہ نہیں مان رہے تھے۔ پھر آخر مبلغ نے ان کو کہا کہ پھر یہی ہے کہ آپ دعا کریں۔ کہتے ہیں میں دعا بھی کرتا ہوں۔ تو ان کو بتایا کہ آپ درد سے اور الحاح سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی رہنمائی کرے۔ جلسے کے دوسرے روز جو میرا خطاب تھا اور اس کے بعد تبلیغی مہمانوں کے ساتھ میٹنگ تھی۔ پتا نہیں یہ اس میں شامل تھے کہ نہیں بہرحال خطاب والے روز ہی کہتے ہیں ہمارے مبلغ سے کہا کہ مجھے قرآن کریم سے مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی صرف ایک دلیل دے دیں۔ ہمارے مبلغ نے ان کو دلیل دی اور بعض پیشگوئیاں اور جماعت کی ترقی کے بارے میں بھی بات کی۔ کہنے لگے مَیں بیعت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نشان دکھا دیا ہے۔ کہنے لگے کہ رات میں نے اللہ تعالیٰ سے بڑے تضرع اور الحاح سے دعا کی اور رات کو جب سویا تو خواب میں دیکھا کہ بڑی سی دیوار پر جلی حروف میں اَلْاَحْمَدِیَّۃ لکھا ہوا ہے اور اس میں سے غیر معمولی نور پھوٹ رہا ہے۔ اور اسی طرح جب میں جرمن سے خطاب کر رہا تھا تو کہتے ہیں کہ اس دوران ہی میں نے دل میں نشان مانگا تھا۔ تو کہتے ہیں کہ اس دوران ہی میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کاش خلیفۃ المسیح کے ساتھ اور آپ کے قرب میں کھڑے ہونے کا موقع ہوتا یا اس وقت مجھے موقع مل جائے تو کہتے ہیں کچھ دیر کے بعد ایسے محسوس ہؤا جیسے ایک لمحے کے لئے مجھ پر غنودگی سی طاری ہوئی ہے اور میں نے دیکھا کہ میں سٹیج میں خلیفۃ المسیح کے پہلو میں کھڑا ہوں اور اس کے بعد کہتے ہیں کہ حق میرے پر کھل گیا۔ کہتے ہیں قرآن شریف کی دلیل تو میں نے محض انشراح، اطمینان کے لئے مانگی تھی ورنہ حقیقت یہ ہے کہ دعا کے بعد اور اس خواب کے بعد میری تسلی ہو گئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کر لی۔

اسی طرح الجزائر کے ایک دوست ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہر بار جلسے میں شرکت میرے ایمان میں غیر معمولی اضافے کا سبب بنتی ہے اور ہر بار خدا تعالیٰ کی بے بہا نصرتوں کے نظارے دیکھتا ہوں۔ جلسے میں مجھے محسوس ہؤا جیسے میں جنت میں ہوں۔ یہاں زبانوں اور طبیعتوں اور قوموں کے اختلاف کے باوجود ہر طرف سے السلام علیکم کی آواز اہل جنت کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کا قول ہے تَحِیَّتُھُمْ فِیْھَا سَلَامٌ۔ اس کی یاد دلاتی ہے۔

اٹلی سے آنے والے ایک عیسائی مہمان تھے۔ یہ اٹلی کی ایک تنظیم ہے Religion for peace، اس کے جنرل سیکرٹری ہیں اور ویٹیکن سٹی میں کافی اثر ورسوخ رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ کیتھولک تھیالوجی کے بارے میں مختلف کتب بھی لکھ چکے ہیں۔ یہ بڑا اچھا اثر لے کر گئے بلکہ انہوں نے واپس اٹلی جا کر مضمون لکھا۔ ان کا ایک اپنا رسالہ ہے جسے ہزاروں کی تعداد میں لوگ پڑھتے ہیں۔ مضمون میں انہوں نے تحریر کیا کہ مجھے اعتراف کرنا پڑے گا کہ جلسہ سالانہ کا منظر نہایت حیران کن تھا۔ انسان کی نظر جب بڑے بڑے حروف میں لکھے پیغام 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' پر پڑتی ہے تو پہلا سوال ذہن میں اٹھتا ہے کہ کیا یہ لوگ واقعی مسلمان ہیں؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ واقعی مسلمان ہیں۔ وہاں کا ماحول عجیب محبت اور یگانگت سے پُر ہؤا تھا۔ مَیں نے خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ ہزاروں کی تعداد میں مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے جوان، بوڑھے، بچے اور فیملیاں ایک نہایت منظم جماعت کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ اس بات نے بھی مجھے بہت متأثر کیا کہ وہاں پر سینکڑوں لوگ بغیر کسی معاوضہ کے رضاکارانہ طور پر کام کر رہے ہیں بلکہ جو شخص مجھے کار میں ہوٹل سے جلسہ گاہ لے کر جاتا اس نے مجھے بتایا کہ اس نے اپنی ملازمت سے اس جلسے کے لئے بغیر تنخواہ کے دو ہفتے کی رخصت لی ہے۔ پھر میرے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کی

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

تقاریر سے بڑا متأثر ہوا ہوں۔ سیدھے راستے کی طرف ہدایت دینے والی تھیں۔ ان الفاظ میں پیار، بھائی چارہ، اتحاد اور یگانگت ملی۔ تو یہ ایک تفصیلی مضمون بھی انہوں نے وہاں شائع کر دیا۔

ایک سیرین ڈاکٹر جو جلسے میں شامل تھے کہتے ہیں کہ ایسی منظّم تنظیم میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھی۔ ہم تو چھ بندوں کو نہیں سنبھال سکتے اور یہاں چالیس ہزار کے قریب لوگ جمع ہیں اور کوئی دھکّم پیل نہیں۔ مَیں تہِ دل سے حضرت مرزا صاحب اور آپ کے خلیفہ کا احترام اور عزت کرتا ہوں۔ کہتے ہیں مَیں نے براہین احمدیہ مکمل پڑھی ہے۔ خدا کی قسم انیسویں صدی میں، نہ عرب میں اور نہ کسی اور ملک میں اسلام کے دفاع میں ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کا سینہ بھی کھولے اور قبولیت کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسے کی برکات غیر معمولی ہوتی ہیں۔ غیر معمولی اثرات ہوتے ہیں۔ بہت کم میں نے بیان کئے ہیں اور جو بیان کئے ہیں ان کو بھی خلاصۃً بیان کیا ہے۔

اسی طرح بعض مہمانوں نے اپنے بعض تحفظات کا بھی ڈرتے ڈرتے ذکر کیا۔ خوبیاں تو بیان کرتے ہیں لیکن جو بعض باتیں توجہ دلانے والی ہوتی ہیں اس طرف مہمان عموماً شرم کی وجہ سے توجہ نہیں دلاتا۔ لیکن یہاں دو خواتین ایسی بھی تھیں جن میں ایک البانیا کی ہیں جنہوں نے اس طرف توجہ دلائی کہ عورتوں میں مَیں نے دیکھا کہ سالن اور روٹی کا ضیاع بہت ہو رہا تھا۔ تو جہاں بہت ساری خوبیاں ہیں اس کمزوری کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جرمنی کی جو انتظامیہ ہے خاص طور پر لجنہ ان کو چاہئے کہ کھانے والیوں کو توجہ دلاتی رہیں کہ کھانا اور روٹی ضائع نہ کیا کریں۔

اسی طرح میسیڈونیا سے آنے والی ایک خاتون نے رہائش کے بارے میں کہا کہ رہائش بہت دور تھی اور ہمیں بڑا سفر کر کے آنا پڑتا تھا۔ اس کی وجہ سے تھکاوٹ ہو جاتی تھی تو ایسے لوگوں کے لئے بھی جرمنی کی انتظامیہ کو قریب انتظام کرنا چاہئے۔

اسی طرح افسر جلسہ سالانہ نے بھی بعض باتیں نوٹ کی ہیں اور اپنی باتیں خود نوٹ کرنا ہی اصل میں بہتری کی طرف لے جاتا ہے۔ اس طرف بھی آئندہ توجہ دینی چاہئے۔ ایک تو لوگوں کا گند پھینکنا، صفائی کا خیال نہ رکھنا، اس طرف آئندہ لوگوں کو خیال رکھنا چاہئے اور ہر ایک کو ایک دوسرے کو صفائی کی طرف توجہ دلاتے رہنا چاہئے۔ پھر کھانے کے بارے میں بھی بعضوں نے کہا۔ جبکہ لنگر خانوں میں جو کھانا پکتا ہے وہ ایک طرح کا ہی پک سکتا ہے۔ بعضوں کو اعتراض پیدا ہؤا کہ پاستہ (Pasta) وغیرہ نہیں ہے، وہ ہونا چاہئے۔ یہاں اصل چیز تو روحانی غذا ہے جو کھانے کے لئے احمدی آتے ہیں۔ اس لئے احمدیوں کو اس قسم کی بات نہیں کرنی چاہئے۔ جو بھی کھانا ملتا ہے وہ کھا لینا چاہئے۔ اور اسی طرح ہوگا کہ ایک ہی کھانا پکے گا۔

پھر بعض دفعہ بعض کارکن بعض معاملات میں سخت ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے تو یہ دیکھ لیا کریں کہ اگر کوئی ضرورتمند ہے اور اس کی ضرورت جائز ہے تو قواعد سے ہٹ کر بھی اگر اس کی کوئی ضرورت پوری کی جا سکتی ہے تو کر دینی چاہئے۔ کارکنوں کو ہمیشہ نرمی اور سہولت کا سلوک کرنا چاہئے۔

بہرحال مجموعی طور پر اس دفعہ جلسہ سالانہ کے انتظامات بڑے اچھے تھے۔ افسر جلسہ سالانہ اور ان کی ٹیم نے گزشتہ سالوں کی نسبت بہت بہتر کام کیا ہے۔ بعض چھوٹی چھوٹی کمیاں بڑے انتظام میں رہ جاتی ہیں ان پر بھی نظر رکھیں تو آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ مزید بہتری پیدا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو جزا دے جنہوں نے بڑی محنت سے کام کیا۔ باوجود اس کے کہ توقع سے زیادہ مہمان آ گئے تھے ان کے لئے بستر بھی مہیا کر دیئے گئے۔ پہلے ایک رات مسئلہ پڑا تھا لیکن اگلے دن ٹھیک ہو گیا اور بڑے اچھے طریقے سے حل ہو گیا۔ باقی پچھلے سال میں آواز وغیرہ کے معاملے میں جو کمزوریاں تھیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے دُور ہو گئیں۔ بہرحال جیسا کہ میں کارکنان کا شکریہ ادا کیا کرتا ہوں ان سب کا شکریہ۔

اس کے علاوہ دورہ کے دوران بعض مساجد کے افتتاح بھی ہوئے۔ ان کا بھی مَیں مختصر ذکر کر دیتا ہوں۔ آخن میں مسجد کا افتتاح ہوا تو وہاں آخن شہر کے ایک رہائشی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ کہنے لگے دو تین سال پہلے مَیں نے یورپین پارلیمنٹ میں بھی خلیفۃ المسیح کا خطاب سنا تھا۔ آج میں درحقیقت اس غرض سے آیا تھا تا کہ یہ دیکھوں اور موازنہ کروں کہ کیا آپ کے خلیفہ صرف بڑی شخصیات کے سامنے اور اہم پلیٹ فارم پر ہی امن کی تعلیم پیش کرتے ہیں یا پھر دوسرے چھوٹے پروگراموں میں بھی جہاں کم اقتدار رکھنے والے لوگ شامل ہوں وہاں بھی امن کی بات ہی پیش کرتے ہیں۔ یہ دیکھنے لگے تھے کہ دوغلی پالیسی تو نہیں ہو رہی۔ چنانچہ آج میں نے خلیفہ کا خطاب سنا ہے۔ آپ نے وہی تعلیم پیش کی ہے جو یورپین پارلیمنٹ میں کی تھی۔ آپ نے سب کو ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے، رواداری اختیار کرنے، صبر کا برتاؤ کرنے اور حوصلہ دکھانے اور آپس میں نیکی سے پیش آنے کی تلقین کی ہے۔ ان سب باتوں نے مجھے بہت متأثر کیا ہے۔

اسی طرح شہر کے میئر صاحب اور دوسرے لوگ تھے سب نے اظہار کیا۔

وہاں صوبہ ہیسن (Hessen) میں ہناؤ میں بھی مسجد بیت الواحد کا افتتاح ہوا تھا۔ وہاں کے ضلعی کمشنر جو ممبر پارلیمنٹ بھی ہیں انہوں نے بھی اپنے تأثرات کا اظہار کیا۔ کہتے ہیں کہ خلیفۂ وقت کی تقریر نے ہم پر بہت اچھا اثر چھوڑا ہے۔ آپ غیر مسلمان شہریوں سے براہ راست مخاطب ہوئے اور تمام انسانوں کو توجہ دلائی کہ وہ ایک خدا کی طرف سے ہیں اس لئے ایک دوسرے کی عزت نفس کا خیال رکھیں اور مسائل کو امن کی راہوں پر چلتے ہوئے حل کریں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس تقریر کو انٹرنیٹ پر بھی مہیا کرنا چاہئے۔ وہاں انہوں نے سکرپٹ (script) کا فوری مطالبہ بھی کیا۔

پھر جرمنی کی ایک خاتون ممبر پارلیمنٹ تھیں۔ کہتی ہیں کہ آج مجھے بہت خوشی ہے کہ اس مسجد کے افتتاح میں شامل ہو رہی ہوں۔ اس سے قبل میں فلورس ہائم شہر کی مسجد کے افتتاح کے موقع پر بھی موجود تھی۔ آج کل جب کہ اسلام کی تعلیم کے بارے میں خدشات پائے جاتے ہیں تو پھر یہ ضروری ہے کہ ہم سب مل کر امن کا پیغام دیں اور آج یہاں جماعت احمدیہ کی مسجد کی تعمیر بتاتی ہے کہ ہم سب مل کر امن اور محبت اور بھائی چارے کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں اور یہ مسجد اس بات کا بھی واضح اظہار ہے کہ یہ احمدیوں کا وطن ہے۔

پھر بہت سارے اور تأثرات بھی ہیں۔

ایک مہمان نے کہا کہ میرے لئے بہت مشکل تھا کہ اسلام کے بارے میں کوئی اچھی رائے بناؤں۔ مگر آج خلیفۃ المسیح نے جو اسلام پیش کیا ہے اس اسلام کو دیکھ کر مجھے لگتا ہے کہ اسلام امن اور رحم کی تعلیم دینے والا مذہب ہے اور اسلام کا یہ تصور قرآن کے مفہوم کے عین مطابق ہے۔

ایک انجنیئر نے مسجد کی تعمیر میں کام بھی کیا ہے وہ میرے متعلق کہتے ہیں کہ انہوں نے جتنی بھی باتیں کیں مَیں ان سب سے مکمل اتفاق کرتا ہوں۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ میرا خیال تھا کہ یہ تقریب چرچ کی تقریبوں کی طرح ہوگی جن میں زیادہ دکھاوا ہوتا ہے لیکن ایک سادہ اور بہت اچھی تقریب تھی۔

الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ سے ان سارے پروگراموں کی کوریج بھی بہت ہوئی ہے۔ مجموعی طور پر مختلف اخبارات میں تقریباً اٹھاسی خبریں شائع ہوئیں۔ اسی طرح آٹھ مختلف ریڈیو سٹیشن اور چار مختلف ٹی وی چینلز پر خبریں نشر ہوئیں۔ ان اخبارات، ریڈیو سٹیشن اور ٹی وی چینلز کے ذریعہ سے کل ایک سو چھ یا ایک سو سات ملین لوگوں تک پیغام پہنچا۔ جلسہ سالانہ جرمنی کے حوالے سے مختلف اخبارات میں کل چھتیس خبریں شائع ہوئیں اور ان اخبارات کی رِیڈرشپ (readership) کل بتیس ملین کے قریب بتائی جاتی ہے۔ تین مختلف ریڈیو سٹیشنوں نے بھی جلسہ کے حوالے سے خبر نشر کی۔ ان کے ریڈیو سٹیشن کافی مشہور ہیں۔ اسی طرح چار مختلف ٹی وی چینل نے بھی جلسہ سالانہ کے حوالے سے خبریں نشر کیں۔ اس کے علاوہ جلسے کے آخری دن ایک خاتون صحافی نے میرا ایک انٹرویو لیا تھا وہ دو حصوں میں بطور فلم شائع ہونا ہے۔ یہ جرمنی کا سب سے بڑا آن لائن اخبار ہے۔ ان کی اشاعت ساڑھے سترہ ملین سے زیادہ ہے۔ گویا دونوں خبروں کی مجموعی اشاعت چونتیس ملین ہوگی۔

پھر مساجد کے افتتاح کے حوالے سے مختلف اخبارات میں پچاس کے قریب خبریں آئیں۔ ان اخبارات کی رِیڈرشِپ کی کُل تعداد باسٹھ ملین کے قریب بنتی ہے۔ دو ریڈیو سٹیشنوں نے بھی بیت الواحد ہناؤ کی مسجد کے افتتاح کے حوالے سے خبر نشر کی۔ اس کے علاوہ جرمنی کے مشہور ٹی وی چینل آر ٹی ایل (RTL) نے بھی افتتاحی تقریب کے موقع پر ایک انٹرویو لیا تھا اور اسی روز شام کو دو منٹ اور تیئیس سیکنڈ کی خبر دی۔

پھر آخن کی مسجد کے بارہ میں تین اخبارات میں خبر چھپی جو وہاں لوکل اخبارات ہیں۔ تقریباً ایک لاکھ سولہ ہزار ان کے پڑھنے والے ہیں۔ پھر ایک مسجد کا سنگِ بنیاد تھا وہاں کے اخبارات نے جو خبریں شائع

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)

کیں ان کے پڑھنے والوں کی تعداد چھ ملین بتائی جاتی ہے۔

فیشٹا (Vechta) میں مسجد کا افتتاح تھا۔ اخبارات میں چار خبریں شائع ہوئیں۔ ان اخبارات کی کل ریڈرِشپ (readership) قریباً چھبیس لاکھ ہے۔ وہاں ایک اخبار دی سائٹ (Die Zeit) ہے۔ اس میں میرا ایک انٹرویو شائع ہوا۔ اور یہ ہفت روزہ اخبار ہے جو 1946ء سے ہر جمعرات کو شائع ہوتا ہے۔ اوسطاً پانچ لاکھ کی تعداد میں فروخت ہوتا ہے اور اس کے پڑھنے والوں کی تعداد ڈیڑھ ملین تک بتائی جاتی ہے۔ اسی طرح اس اخبار کے آن لائن ایڈیشن کو انٹرنیٹ پر دیکھنے والوں کی تعداد پانچ ملین کے قریب ہے۔ یہ احمدی صحافی ہیں جنہوں نے انٹرویو لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی بھی اب میڈیا میں آ رہے ہیں اور اسلام کا حقیقی پیغام اب اس ذریعہ سے پہنچا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و فراست میں اور برکت عطا فرمائے۔

پس جلسہ سالانہ جہاں اپنوں کے لئے روحانی اور تربیتی ترقی کا باعث بنتا ہے جس کا اظہار احباب و خواتین مجھے اپنے خطوں میں کرتے رہتے ہیں وہاں غیروں کو بھی اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرنے کا باعث بنتا ہے اور اس طرح سے بیعتیں بھی ہوتی ہیں۔

کئی لوگ جو انتظامیہ کے علم کے مطابق پہلے بیعت کے لئے تیار نہیں تھے، میرے سے ملاقات اور چند سوال پوچھنے کے بعد بیعت کے لئے تیار ہو گئے۔ پس کس کس فضل اور احسان کا انسان شکر ادا کرے۔ کس کس انعام کا شکر ادا کرے جو اللہ تعالیٰ ہم پر فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اب جماعتیں ان فضلوں کو سنبھالنے والی بھی ہوں اور یہ نئی بیعتیں کرنے والے جو لوگ ہیں ان کو بھی صحیح رنگ میں اپنے اندر سمو سکیں اور جلسے کی یہ برکات وسیع تر پھیلتی چلی جائیں۔ اللہ تعالیٰ تمام افراد جو شامل ہوئے ان کو بھی ان برکات سے مستقل فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو حقیقی شکر گزار بنائے۔

نماز کے بعد ایک جنازہ غائب بھی پڑھوں گا جو مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد دین صاحب بدر درویش قادیان کا ہے۔ یکم جون 2015ء کو 77 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا تعلق دیودرگ کرناٹک سے تھا۔ آپ کی شادی مکرم محمد دین صاحب بدر سے ہوئی جو تین سو تیرہ قدیمی درویشان میں سے تھے۔ مرحومہ اپنے بچوں کو ہمیشہ نیکی، تقویٰ سے زندگی بسر کرنے اور خلافت سے وابستہ

رہنے کی نصائح کیا کرتی تھیں۔ درویشانہ تنگ دستی اور کثیر عیال کے باوجود صبر اور رضائے الٰہی پر ہمیشہ قائم رہیں۔ آپ نے چار بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کے دو بیٹے سلسلے کی خدمت میں مصروف ہیں۔ مکرم مبشر احمد صاحب بدر نائب صدر عمومی اور لوکل مربی اور مکرم طاہر احمد صاحب بدر نائب ناظر بیت المال خرچ مقرر ہیں جبکہ ایک داماد مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل اعلیٰ تحریک جدید ہیں اور دوسرے داماد مکرم شمس الدین صاحب معلم کے طور پر خدمت بجا لا رہے ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں ان کی تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت کا سلوک فرمائے، درجات بلند فرمائے، اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

بقیہ: حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورۂ جرمنی 2015ء۔ از صفحہ 2

عزت مآب خلیفۃ المسیح! آج مجھے اس بات سے بہت خوشی ہے کہ میں احمدیہ مسلم جماعت کی مسجد کے افتتاح کی تقریب میں شامل ہوں۔ یہ خدا تعالیٰ کا گھر شہر میں ایک اضافہ ہے۔ مسجد کی تعمیر اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ ہم امن اور رواداری کے ساتھ مل جل کر رہ سکتے ہیں۔ آپ کا ماٹو جو ملٹی فنکشنل ہال میں دیوار پر آویزاں ہے کہ ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘۔ یہ اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ جماعت احمدیہ ہماری طرف امن اور محبت کا ہاتھ بڑھا رہی ہے۔

موصوف نے کہا: مذہب اسلام جرمنی میں تعداد کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے۔ ہمارے لئے ایک ساتھ رہنا کافی نہیں بلکہ ہم مل جل کر رہنا چاہتے ہیں۔ مسجد کی تعمیر بتاتی ہے کہ یہ احمدیوں کا وطن ہے۔ احمدی ایک دوسرے کے احترام و اکرام پر زور دیتے ہیں۔ جماعت احمدیہ ایک منظّم جماعت ہے اور اسلام کی تعلیم کو ہر زمانے کے لحاظ سے خوبصورت انداز میں پیش کرتی ہے اور آج صوبہ Hessen میں مسلمان تنظیموں میں سے احمدیوں کو ہی یہ حق حاصل ہے کہ وہ سکولوں میں اسلام کی تعلیم دے سکیں۔

ممبر نیشنل پارلیمنٹ

Frau Schulz-Asche کا ایڈریس

اس کے بعد ممبر نیشنل پارلیمنٹ جرمنی Frau Schulz-Asche نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا کہ آج مجھے بہت خوشی ہے کہ میں مسجد کے افتتاح کے موقع پر شامل ہو رہی ہوں اور مختصر بات کر رہی ہوں۔ اس سے قبل میں Floersheim شہر کی مسجد کے افتتاح کے موقع پر بھی موجود تھی۔

موصوفہ نے کہا: جب اسلام کی تعلیم کے بارہ میں خدشات پائے جاتے ہیں تو پھر یہ ضروری ہے کہ ہم سب مل کر امن کا پیغام دیں اور آج یہاں احمدیہ مسجد کی تعمیر بتاتی ہے کہ ہم سب مل جل کر امن اور محبت اور بھائی چارہ کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں اور یہ مسجد اس بات کا بھی واضح اظہار ہے کہ یہ احمدیوں کا وطن ہے۔

موصوفہ نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ احمدیہ مسلم جماعت بالکل وقت کے مطابق اسلام کی تعلیم پیش کرتی ہے اور مرد اور عورتوں کے حقوق، فرائض اور مساوات پر زور دیتی ہے۔

موصوفہ نے اپنے ایڈریس میں کہا کہ احمدیہ جماعت اب تو ہمارے لئے Indispensable ہو گئی ہے۔ جس کی ایک وجہ جرمن سکولوں کے لئے اسلام کی تعلیم کا نصاب اور پھر اس کی تدریس کے لئے اساتذہ کا تیار کرنا ہے۔ جہاں سکولوں میں دوسرے بچے اسلام کی تعلیم حاصل کرتے ہیں وہاں احمدی بچے بھی اسلام کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ جماعت احمدیہ اپنے مختلف پروگراموں اور رفاہ عامہ کے کاموں کے ذریعہ ترقی کر رہی ہے اور خدمت بھی کر رہی ہے۔ آخر پر میری خواہش ہے کہ یہ مسجد ہم سب کے ملنے جلنے کی جگہ ہو تا کہ ایک دوسرے کو بہتر طور پر جان سکیں۔

ممبر نیشنل پارلیمنٹ

Frau Christine Buchholz صاحبہ کا ایڈریس

بعد ازاں نیشنل جرمن پارلیمنٹ کی ممبر Frau Christine Buchholz نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔

موصوفہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

آج جماعت احمدیہ کے ممبران کے لئے بہت خوشی کا دن ہے کہ ایک چھوٹے سے کمرے میں نہیں بلکہ ایک بڑی مسجد کے اندر اپنے مذہب پر عمل کر سکیں۔ اس مسجد کی تعمیر ان لوگوں کے لئے بھی ایک متأثر کن نشان ہے جو شدّت پسند ہیں اور انسانوں کے درمیان تفرقہ اور نفرت ڈالتے ہیں۔

مساجد کا افتتاح یہ پیغام بھی دیتا ہے کہ سب کو مذہبی آزادی ہے کہ اپنے مذہب پر جس طرح چاہیں عمل کریں۔

موصوف نے کہا مسجد کے افتتاح کے حوالہ سے پریس میں بعض منفی باتیں بھی آئی ہیں۔ بجائے اس کے کہ ہم یہ منفی باتیں کریں، ضروری بات یہ ہے کہ ہم جماعت احمدیہ کے مثبت اقدام کا ذکر کریں۔ ان کی خدمات کا ذکر کریں۔ ان کے کاموں کا ذکر کریں کہ کس طرح یہ خدمت کر رہے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کر رہے ہیں۔

ہم ان چیزوں پر بات کریں جن پر سیاستدان بات نہیں کرتے۔ پاکستان میں جماعت کو مظالم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے، سعودی عرب میں بھی احمدیہ افراد پر ظلم ہوتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہمارے سیاستدان ایسے معاملات میں احمدیوں کی مدد کریں۔ یہاں کیس پاس ہونے کے بعد ان کی فیملیز کو بلوانے میں مدد دیں۔ میں امید کرتی ہوں کہ اب ہمارے روابط مزید بڑھیں گے اور اس مسجد کی تعمیر سے ہمارا تعلق اور بھی اچھا ہوگا۔

مہمانوں کے ایڈریسز کے بعد سات بجکر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

....

خطاب حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع افتتاح مسجد بیت الواحد HANAU جرمنی

حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہّد و تعوّذ اور تسمیہ کے بعد فرمایا:

تمام معزز مہمانوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ امن اور سلامتی میں رکھے۔ اس کے بعد میں تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو وقت نکال کر ہمارے اِس فنکشن میں تشریف لائے۔ اور اِس وقت جو تعداد یہاں کے مہمانوں کی مجھے نظر آ رہی ہے جن میں سے اکثریت احمدی نہیں ہے۔ یہ اِس بات کا ثبوت ہے کہ یہاں کے رہنے والے لوگ کھلے دل کے لوگ ہیں اور جاننا چاہتے ہیں کہ اُن کے ہمسایوں میں آ کے کون لوگ بسے ہیں۔ اور یہی ثبوت ہے اُن کے کھلے دل ہونے کا کہ وہ یہاں تشریف لائے اور اس مسجد کے افتتاح کے موقع کو رونق بخشی۔

مساجد کا افتتاح ایک مذہبی فنکشن ہے اور اِس مذہبی فنکشن میں ایسے لوگوں کا آنا جن کا اُس مذہب سے کوئی تعلق نہیں میرے نزدیک ایک بہت بڑی بات ہے اور یہ اِس بات کا ثبوت ہے کہ آپ لوگ چاہتے ہیں کہ اِس شہر کے لوگ آپس میں پیار اور محبت سے مل جل کے رہیں۔ پس اِس بات پر میں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور تمام مقررین کا بھی جنہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور بڑا کھل کر اظہار کیا۔ اور یہ شکریہ ادا کرنا میرا فرض ہے۔ ایک دینی فریضہ بھی ہے اور ایک اخلاقی فریضہ بھی ہے کیونکہ بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرتے تو تم خدا تعالیٰ کا بھی شکریہ ادا کرنے والے نہیں ہو۔ پس جو لوگ ایک مسجد اس لئے بنا رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کی جائے اور اس عبادت کے ساتھ اس کا شکر گزار بندہ بنا جائے، وہ یہ کس طرح برداشت کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل نہ کرتے ہوئے، اللہ کے رسول کے حکم پر عمل نہ کرتے ہوئے اُن لوگوں کا شکریہ ادا نہ کریں جو اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والے ہیں، مل جل کر رہنے والے ہیں۔ پس یہ میرا شکریہ ادا کرنا ایک میرا دینی فریضہ بھی بن جاتا ہے۔

حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہمارے یہاں کے نیشنل امیر صاحب نے اپنے خیالات کے اظہار میں یا شہر کے تعارف میں کہا کہ شہر میں بہت سارے علمی اور ادبی لوگ بھی پیدا ہوئے، مختلف قسم کے دوسرے لوگ بھی آئے۔ شہروں کی ایک حقیقت تو یہی ہوتی ہے کہ شہروں میں بسنے والے مختلف طبقات ہوتے ہیں، مختلف قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ نہ کسی شہر کو اس لئے برا کہا جا سکتا ہے کہ وہاں کے چند لوگ شدّت پسند ہیں اور نہ کسی شہر کی خوبی صرف اتنی ہے کہ وہاں پہ چند اچھے لوگ رہتے ہیں۔ بلکہ شہر تو مجموعہ ہے لوگوں کا۔ اور جب اکثریت اچھے لوگوں کی ہو جو پیار اور محبت سے رہنے والے ہوں تو شہر کی یہی سب سے بڑی خوبی ہے۔ پس اس لحاظ سے بھی یہ شہر بڑا خوش قسمت ہے کہ یہاں کی اکثریت بہت اعلیٰ اخلاق رکھنے والے لوگوں کی ہے۔

اس مسجد کی جگہ کے بارہ میں بتایا گیا ہے کہ یہاں ایک سپر مارکیٹ ہوتی تھی اور ایک سپر مارکیٹ میں لوگ اپنی گروسری خریدنے کے لئے، شاپنگ کرنے کے لئے اور مختلف ضروریات کو پورا کرنے کے لئے جاتے ہیں اور رقم خرچ کرتے ہیں۔ لیکن یہاں اِس سپر مارکیٹ کو، اب جو مسجد میں تبدیل کیا گیا ہے تو اس میں دنیاوی اور مادی چیزیں تو نہیں ملیں گی۔ لیکن یہ جو ایک خدا کا گھر بنایا گیا ہے۔ اُس خدا کا گھر، جس نے کہا کہ میری عبادت بھی کرو اور اعلیٰ اخلاقی قدروں کا اظہار بھی کرو۔ اپنے ہمسایوں کے حقوق بھی ادا کرو اور امن اور محبت کی فضا بھی قائم کرو۔ پس اب اس جگہ، شہر کے لوگوں کے لئے، یہاں رہنے والوں کے لئے یہ روحانی مال میسر آئے گا یہ چیزیں میسر آئیں گی جو بغیر کسی قیمت کی ادائیگی کے میسر آ سکتی ہیں اور انشاء اللہ یہاں آنے والے، یہاں رہنے والے احمدی، اِس مسجد کو

آباد کرنے والے احمدی اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنے والے ہوں گے۔ اور ہر احمدی کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مسجد بننے کے بعد اُس کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ اُس نے مسجد کے حق کو اگر ادا کرنا ہے تو اِس مسجد میں آ کر خدائے واحد کی صرف عبادت کرنا کافی نہیں ہے بلکہ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ بھی ضروری ہے۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اپنے ہمسایوں کے حق ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ محبت اور پیار کی فضا کو پہلے سے زیادہ بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ اور یہاں آنے والے ہر شخص کو یہ احساس دلانے کی ضرورت ہے کہ یہ گھر جو ہم نے خدا کے نام پہ بنایا ہے صرف عبادت کرنے والا گھر نہیں ہے۔ بلکہ یہاں سے محبت اور پیار کی باتیں آپ تک پہنچیں گی۔ محبت اور پیار کے تحفے آپ کو دیئے جائیں گے۔ اور یہی وہ اصل حقیقت ہے جو مسجد کی ہونی چاہئے اور ہے۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم احمدی مسلمانوں، احمدی مسلمان اس لئے کہتا ہوں کہ اِس وقت مسلمانوں میں بہت سارے ایسے طبقات ہیں جن پہ شدّت پسندی کا الزام لگایا جاتا ہے یا بعض ایسے بھی ہیں جن سے بعض حرکات ہوسکتی ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ وہ جماعت ہے جو اس زمانہ میں اُس مسیح موعود اور مہدی موعود کو ماننے والی ہے جس نے آ کے ہمیں یہ بتایا کہ اسلام محبت، پیار اور بھائی چارہ کی تعلیم دیتا ہے۔ ہمیں بتایا کہ تم اُس خدا کو ماننے والے ہو، اُس خدا کی عبادت کرنے والے ہو جس نے قرآنِ کریم کی پہلی سورۃ میں ہی ہمیں یہ حکم دے دیا کہ میں رب العالمین ہوں۔ میں صرف مسلمانوں کا رب نہیں۔ مسلمانوں کا خدا نہیں۔ میں عیسائیوں کا بھی رب ہوں۔ میں یہودیوں کا بھی رب ہوں۔ میں دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کا بھی رب ہوں۔ حتیٰ کہ میں ہر انسان کا رب ہوں۔ حتیٰ کے تمام مخلوق کا رب ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ کی یہ ربوبیت ہمیں بتاتی ہے کہ خدا تعالیٰ سب کو پالنے والا ہے، سب کی پرورش کرنے والا ہے سب کی زندگی کے سامان پیدا کرنے والا ہے اور سب کو زندگی دینے والا ہے۔

پس جب ہم اُس خدا کی عبادت کرتے ہیں جو سب کی پرورش کرنے والا ہے تو پھر ایک حقیقی احمدی مسلمان کی خصوصیت تب ہی ہوسکتی ہے جب وہ اپنے ہمسایوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی اس صفت پر عمل کرتے ہوئے، لوگوں کو یہ احساس دلائے کہ میرے سے تمہیں نقصان نہیں پہنچے گا۔ بلکہ اگر تمہیں میری مدد کی ضرورت ہو تو میں ہر مدد کے لئے تیّار ہوں۔ میں تمہارے لئے ہر قسم کی خدمت کرنے کے لئے تیّار ہوں۔ تمہاری پرورش کرنا جو میرے خدا کا کام ہے، اگر میرے میں طاقت ہے تو اُس کے لئے بھی اور ہر یتیم کے لئے، ہر بیمار کے لئے، ہر ضرورتمند کے لئے میں آگے آنے والا ہوں۔

پس جب ہم اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کہتے ہیں کہ وہ ربّ العالمین ہے اور جب اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ مجھے ماننے والے میری صفات کو بھی اختیار کریں تو یہ صفت بھی ہمیں اختیار کرنی چاہئے اور تب ہی ہم حقیقی مسلمان بھی بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نبی، بانی اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ فرمایا کہ بندوں کی خدمت میں آگے بڑھو۔ آپ نے جب نبوّت کا دعویٰ کیا اس سے پہلے مکہ میں ایک تنظیم قائم تھی خدمتِ انسانیت کے لئے، خدمتِ خلق کے لئے کچھ اچھے صاحبِ حیثیت لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے کہا ہم خدمت کریں گے۔ لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کریں گے۔ لوگوں کی تکلیفوں کو دور کریں گے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں شامل ہوئے اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوّت کے مقام سے سرفراز فرمایا اور اُس وقت آپ پہلے سے بڑھ کر انسانیت کی خدمت کرنے والے بن گئے تب بھی آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ گو کہ میں نبی ہوں، گو کہ میرے ماننے والے انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں۔ لیکن وہ تنظیم جو اسلام سے پہلے قائم ہوئی تھی اور جس میں اب بھی غیر مسلم لوگ شامل ہیں، چاہے وہ غیر مسلم ہوں اگر مجھے بلائیں کہ اُس تنظیم میں شامل ہو جاؤ اور انسانیت کی خدمت کرو تو میں خوشی سے جاؤں گا اور اُس میں شامل ہو کر انسانیت کی خدمت کروں گا۔ تو یہ مقام ہے ایک مسلمان کا، ایک حقیقی مسلمان کا، ایک احمدی مسلمان کا کہ کس طرح وہ انسانیت کی خدمت کو ترجیح دیتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے بعض جگہ یہ بھی فرمایا کہ تمہاری عبادتیں بعض دفعہ خدمتِ انسانیت کے کاموں کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں یا بعض دفعہ تمہاری عبادتوں کی، بہ نسبت خدمت انسانیت کے، کم ترجیح ہے۔ یا بعض دفعہ اگر تمہیں انسانیت کی خدمت کے لئے بلایا جائے یا کسی انسان کی تکلیف دور کرنے کے لئے بلایا جائے تو تم عبادت کو چھوڑ و اور پہلے اپنے بھائی کی تکلیف دور کرو۔ پس یہ ہے وہ تعلیم اُس حقیقی مسلمان کی جو مسجد میں عبادت کے لیے آتا ہے اور یہ تعلیم اُس کو عمل کرنے کے لئے دی گئی ہے۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مئیر صاحب نے یہاں تقریر کی۔ ان کا میں شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اور یہاں کی کونسل نے یہاں کے سیاستدانوں نے اِس مسجد کے قیام کے لئے بھرپور کوشش کی۔ اور پھر صرف انتظامیہ کی مدد سے مسجد نہیں بن سکتی تھی جبتک ہمارے ہمسائے اور یہاں کے مقامی لوگ بھی اس میں شامل نہ ہوتے۔ پس میں آپ سب کا اس لحاظ سے بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے ہماری مسجد کی تعمیر میں، اس کے قائم کرنے میں مدد کی اور ایک گھر احمدی مسلمانوں کو اس لئے مہیا کر دیا کہ وہ اپنے خدا کی عبادت کر سکیں اور یہاں اکٹھے ہو کر، جمع ہو کر، انسانیت کی خدمت کے منصوبے بنا سکیں۔ یہاں کے شہریوں کی خدمت کے لئے اپنی پلاننگ کر سکیں اور ان شہریوں کو جگہ مہیّا کر سکیں کہ وہ یہاں آئیں اور اپنے فنکشن کریں۔

ہماری مساجد تو ہر ایک کے لئے کھلی ہوتی ہیں۔ اور اسی لئے بعض جگہ یہ ملٹی پرپز ہال بھی بنائے جاتے ہیں۔ اسی لئے کہ جو بھی فنکشن ہوں، بے شک غیر مسلموں کے بھی ہوں وہاں آ کے آرام سے کر سکتے ہیں۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مئیر صاحب نے ایک بڑی اچھی بات کی کہ دنیا اکٹھی ہو رہی ہے۔ یہ بات میں اکثر جگہ بیان کرتا ہوں۔ وہ زمانہ ختم ہو گیا جب دنیا میں فاصلے ہوتے تھے۔ اب فاصلے سمٹ گئے ہیں۔ سفر کے فاصلے بھی سمٹ گئے ہیں اور رابطوں کے فاصلے بھی سمٹ گئے ہیں۔ اگر سفر مہینوں کا گھنٹوں میں طے ہونے لگا ہے تو رابطوں کے فاصلے، مہینوں کے سیکنڈز کے اندر اندر طے ہونے لگے ہیں۔ بلکہ سیکنڈ سے بھی کم حصہ میں طے ہونے لگے ہیں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ خبریں پہنچ جاتی ہیں۔ پس جب ایسی صورتحال ہو تو دنیا ایک دوسرے کو جان لیتی ہے۔ ایک دوسرے کے حالات سے واقفیت حاصل کر لیتی ہے۔ اب ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے دوسو چھ ممالک میں ہیں، یہاں اِس شہر میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ چند سیکنڈ میں مثلاً اِس جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے ہی، چند سیکنڈ میں یا اِس سے تھوڑی دیر کے بعد یہی فنکشن ساری دنیا کے احمدی جان لیں گے۔ بلکہ نہ صرف احمدی لوگ بلکہ احمدی لوگوں سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی جان لیں گے۔ بلکہ بعض جگہ ایسی صورتحال بھی ہے کہ وہاں کے مقامی ٹی وی چینل اور ریڈیو خبریں دیتے ہیں۔ اُن کو بھی پتا لگ جائے گا وہ بھی شائد یہ خبر دے دیں۔ تو اتنے فاصلے سمٹ گئے ہیں کہ ایک شہر جس کی آبادی نوّے ہزار کہی جاتی ہے، اس شہر میں ہونے والے اس پروگرام کی خبر دنیا کے ہر ملک میں پھیل جائے گی۔ تو اِس سے زیادہ اور کیا دلیل فاصلے سمٹنے کی ہوسکتی ہے۔

اِس چھوٹے سے شہر میں باوجود اِس کے کہ اس کی آبادی نوّے ہزار ہے مجھے یہ سُن کے حیرت ہوئی کہ یہاں ایک سوستائیس قومیں رہتی ہیں اور محبت اور پیار سے رہتی ہیں۔ اتنی مختلف قسم کی نسلوں اور قوموں کا یہاں رہنا یہی بتاتا ہے کہ اِس شہر کے لوگوں میں کھلے دِل ہونے کی نہ صرف صلاحیت ہے بلکہ اِس کا اظہار اُن کے عمل سے بھی ہوتا ہے۔ پس اس شہر کے رہنے والوں کی یہ ایک بہت بڑی خوبی ہے اور میری دعا ہے کہ یہ خوبی ہمیشہ اِن لوگوں میں قائم رہے۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جیسا کہ میں نے کہا کہ ہمارے پیدا کرنے والے نے ہمیں بتایا کہ تم میری صفات کو اختیار کرو۔ اُس نے ہمیں کہا کہ ایک دوسرے سے محبت اور پیار رکھو۔ اُس نے محبت اور پیار ہماری فطرت میں پیدا کیا ہے۔ لیکن بعض دفعہ بعض مفاد پرست عناصر فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دلوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں سے بچنا ہر عقلمند انسان کا کام ہے۔ اور جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے اگر ہمارے میں کوئی فتنہ ڈالنے کی کوشش کرے بھی، یہ کہنے کی کوشش کرے بھی کہ فلاں آپ کے خلاف بول رہا ہے یا فلاں نہیں بول رہا تو اگر ضرورت ہو تو قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے ہم ضرور اُس کا جواب دیتے ہیں۔ لیکن بلاوجہ کی رنجشیں پیدا کر کے اور فساد پیدا کر کے ماحول کو بگاڑنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ نمونہ آپ نے یہاں جماعت میں یقیناً دیکھا ہوگا۔ اور اِس مسجد کے بننے کے بعد اِس نمونہ کا اظہار مزید کھل کر انشاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کی طرف سے ہوگا۔

پس میں یہاں کے مہمانوں سے، یہاں کے شہریوں سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ اِس محبت اور پیار اور بھائی چارہ اور آپس میں مل جل کے رہنے کی خوبی کو ہم نے ہمیشہ قائم رکھنا ہے۔ اور اگر کوئی فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو ہم نے مل کر اس کو ختم کرنا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ اس بارہ میں ہر قدم میں آپ کے ساتھ ہوگی اور بلکہ سب سے آگے ہوگی۔ آج دنیا کو شدّت پسندی کی بجائے محبت کی ضرورت ہے۔ پیار کی ضرورت ہے۔ بھائی چارہ کی ضرورت ہے۔ آپس کے تعلق کی ضرورت ہے۔ پس اگر ہم نے دنیا میں محبت اور پیار پیدا کرنا ہے تو ہر سطح پر، ہر شہر کی سطح پر، ہر علاقہ کی سطح پر، ہر ملک کی سطح پر اور دنیا کی سطح پر آپس میں برداشت اور محبت اور پیار کو پیدا کرنے کے لئے بھرپور کوشش کرنی پڑے گی اور مِل جُل کر اِس کام کو کرنا پڑے گا۔ مختلف قومیں ہیں، مختلف مذاہب ہیں، مختلف قبیلے ہیں جو خدا تعالیٰ نے بنائے ہیں لیکن ایک چیز اللہ تعالیٰ نے سب کو کہی کہ تم لوگ فساد کرنے والے لوگوں کی باتوں میں نہ آؤ۔ بلکہ آپس میں محبت اور پیار کو بڑھاؤ۔ اور یہی وہ تعلیم ہے جس کو ہم ہر جگہ پھیلاتے بھی ہیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جیسا کہ میں نے اور مئیر صاحب نے بھی اس کا اظہار کیا کہ جماعت احمدیہ کی یہ مسجد ہر ایک کے لئے کھلی ہے اور یہ یقیناً کھلی ہے۔ اس لئے کھلی ہے تاکہ ہمارے آپس میں محبت اور تعلقات بڑھیں۔ یہاں مختلف پارلیمنٹیرینز نے بھی خطاب کیا۔ سیاستدانوں نے خطاب کیا کہ امن کو برباد کرنے والے بہت سارے لوگ ہیں جو برباد کرتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا ان کا کام ہی فساد ہے۔ پس ہم نے ان فسادیوں سے بچنا ہے اور یقیناً ایک عقلمند انسان کا کام ہے کہ فسادیوں سے بچا جائے۔ اور محبت اور پیار کو قائم کیا جائے۔ دنیا نے آپس کے تعلقات کو خراب کر کے، فساد پیدا کر کے، جھگڑے اور لڑائیاں پیدا کر کے، کیا حاصل کیا ہے۔

گزشتہ جو دو جنگِ عظیم ہوئی ہیں اُن میں ہم نے یہی دیکھا کہ دنیا تباہ ہوئی اور کئی دسیوں ملین لوگ اس دنیا سے چلے گئے اور جنگوں سے اپنی جانیں گنوا بیٹھے۔ پس امن ہی اصل چیز ہے اور امن سے ہی انسانیت کی قدریں قائم ہوتی ہیں۔ اور امن قائم ہوتا ہے محبت اور پیار اور آپس کے تعلقات پیدا کرنے سے اور دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنے سے، پس یہ باتیں ہیں جو ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئیں کہ ہم نے امن کے قائم کرنے کے لئے ہر سطح پر محبت اور پیار کو رائج کرنا ہے۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

قرآنِ کریم امن قائم کرنے کے لئے ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ تم نے ہر مذہب کی عبادت کرنے والے کی حفاظت کرنی ہے۔ اور ہر مذہب کی عبادت گاہ کی حفاظت کرنی ہے۔ قرآنِ کریم میں یہی حکم آیا ہے کہ اگر ان فساد کرنے والے لوگوں اور مذہب کو ختم کرنے والے لوگوں کے ہاتھوں کو نہیں روکو گے تو یہ نہ کسی چرچ کو باقی رہنے دیں گے نہ کسی Synagogue کو باقی رہنے دیں گے نہ کسی اور عبادت خانہ کو باقی رہنے دیں ورنہ کسی مسجد کو باقی رہنے دیں گے۔ مطلب یہ کہ یہاں آ کر عبادت کرنے والوں کے دلوں میں فساد اور کدورتیں پیدا کریں گے۔ جس کی وجہ سے پھر یہاں مسجدوں میں یا عبادتگاہوں میں پیار اور محبت کی تعلیم دینے کی بجائے فساد کی تعلیم دی جائے گی۔ اور پھر یہ بھی ہے کہ یہ لوگ نہیں چاہتے کہ پیار اور محبت کی جگہیں دنیا میں قائم ہوں۔ جب کہ جتنی مذہبی عبادتگاہیں ہیں وہ پیار اور محبت کی تعلیم دینے کے لئے قائم کی گئی ہیں۔ پس قرآنِ کریم ہمیں کہتا ہے کہ تم صرف مسجد کی حفاظت نہ کرو بلکہ ہر مذہب کے ماننے والے کی عبادتگاہ کی حفاظت کرو۔

پس یہ وہ خوبصورت تعلیم ہے جس پر ہم عمل کرتے ہیں اور یہی وہ حقیقی نسخہ ہے جو قرآنِ کریم نے ہمیں دیا ہے۔ جس سے آپس میں مذاہب کی محبت بھی پیدا ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے تعلق بھی پیدا ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے جذبات کا اور احساسات کا خیال بھی رکھا جاسکتا ہے۔ بلکہ قرآنِ کریم تو ہمیں یہ بھی کہتا ہے کہ تم، جو بتوں کی عبادت کرنے والے ہوں ان کے بتوں کو بھی بُرا نہ کہو کیونکہ جواب میں وہ تمہارے خدا کو بُرا کہیں گے اور پھر اُس کے نتیجہ میں دنیا میں فساد پید ہوگا۔ اور یہ کسی صورت میں اللہ تعالیٰ کو برداشت نہیں کہ حقیقی مسلمان اِس فساد میں

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

Involve ہو۔ اور جولوگ اس قسم کے کاموں میں ملوّث ہیں جوفساد پیدا کر رہے ہیں، چاہے مسلمان ہوں وہ اسلام کی تعلیم سے ہٹے ہوئے ہیں۔ وہ اسلام کو بدنام کرنے والے ہیں۔ اسلام کی تعلیم تو پیار اور محبت کی تعلیم ہے اور جہاں کہیں سختی کا حکم ہے تو وہاں امن اور سلامتی قائم کرنے کے لئے سختی کا حکم ہے۔ نہ کہ غلط قسم کے مفادات حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اسی طرح ایک حقیقی مسلمان کا فرض ہے کہ تمام دنیا کے مذاہب کے جو بانی ہیں ان کی عزّت کرے۔ تمام مذاہب کے جو انبیاء ہیں اُن کی عزّت کرے۔ اور ہم سب انبیاء کو مانتے ہیں اور سب کی عزّت اور احترام کرتے ہیں۔ اسی لئے ہم دوسرے مذاہب سے یہی درخواست کرتے ہیں کہ آپ لوگ بھی بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور احترام کریں تا کہ دنیا میں امن اور پیار اور محبت قائم ہو تا کہ مسلمانوں کے جذبات مجروح نہ ہوں اور محبت اور پیار کی فضا قائم کر کے ایک دوسرے کے پیار کو جیتنے والے بنیں۔

حضورِانور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بانی جماعت احمدیہ نے ہمیں بتایا کہ یقیناً وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا، جو نبی بن کر آئے، جنہوں نے مذاہب کی بنیاد ڈالی وہ لوگ سچے اور نیک لوگ تھے۔ پاک اور صاف لوگ تھے۔ امن اور پیار اور محبت کرنے والے لوگ تھے۔ تب ہی تو کروڑوں انسانوں نے اُن کو مانا اور اُن کے پیچھے چلے۔ پس جب ایسے لوگ جنہوں نے لاکھوں کروڑوں انسانوں کی حالت کو بدلا اور اُن کا تعلق اپنے پیدا کرنے والے خدا سے بھی پیدا کیا اور آپس میں ایک دُوسرے سے محبت قائم کرنے کی کوشش کی تو اُن لوگوں کی عزّت اور احترام کرنا ہمارا فرض ہے۔ پس یہ ہے اِس مسجد کا مقصد اور ہر اُس مسجد کا مقصد جو جماعت احمدیہ دنیا میں قائم کرتی ہے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے 206 ممالک میں جماعت احمدیہ قائم ہے۔ مساجد مختلف شہروں میں بنتی ہیں، مختلف ملکوں میں بن رہی ہیں۔ قصبوں میں اور گاؤں میں بن رہی ہیں۔ اور ہر جگہ اِس خوبصورت تعلیم کو ہم پھیلاتے ہیں۔ اور یہی وہ خوبصورت تعلیم ہے جو مختلف قوموں میں آپ کو ہر جگہ نظر آئے گی اور یہی جماعتِ احمدیہ کی خوبصورتی ہے کہ جہاں بھی جائیں وہاں ہر احمدی چاہے وہ افریقہ کے ممالک ہوں یا ایشیا کے ممالک ہوں یا امریکہ کے ممالک ہوں یا یورپ کے ممالک ہوں یا فار ایسٹ کے ممالک ہوں یا آسٹریلیا ہو یا ساؤتھ امریکہ ہو۔ ہر جگہ جماعت احمدیہ کی یہی خوبصورتی آپ کو نظر آئے گی کہ جماعت جہاں یہ پیغام دیتی ہے کہ ایک خدا کو پہچانو اور اُس کی عبادت کرو وہاں یہ بھی پیغام دیتی ہے کہ آپس میں محبت اور پیار اور بھائی چارہ کی فضا قائم کرو۔

حضورِانور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس اِن باتوں کے بعد میں جماعت احمدیہ کے افراد کو بھی کہتا ہوں کہ اب یہ مسجد بننے کے بعد لوگوں کی نظریں آپ پر پہلے سے زیادہ ہوں گی۔ یہ مسجد کے دو مینار جو آپ نے کھڑے کئے ہیں یہ صرف خوبصورتی کے لئے نہیں ہونے چاہئیں۔ بلکہ یہ پیار محبت اور امن کا اور خدائے واحد کی عبادت خدا تعالیٰ کی خاطر کرنے کا سمبل ہونے چاہئیں۔

پس ہمیشہ جب بھی اِس مسجد میں آئیں اِس سوچ کے ساتھ آئیں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کی عبادت خالص ہو کر کرنی ہے اور اُس کا حق ادا کرنا ہے۔ اور آپس میں بھی محبت اور پیار سے رہنا ہے۔ آپس میں بھائی چارہ کو بڑھانا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے پر سلامتی بھیجنی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم مسجد میں آتے ہو تو تمہارا مقصد وحدت کو قائم کرنا ہے اور جب وحدت قائم ہوگی تب ہی خدائے واحد کی عبادت کرنے والے بنو گے۔ اور وحدت اُس وقت قائم ہوتی ہے جب تم ایک دوسرے سے اثر لیتے ہو۔ بعض روحانی لحاظ سے کم ہوتے ہیں، بعض زیادہ ہوتے ہیں۔ اور جب جماعت کے طور پر کھڑے ہو کر نمازیں پڑھ رہے ہوں گے۔ صف میں کھڑے ہوں گے ایک دوسرے کا اثر لے رہے ہوں گے۔ ایک دوسرے سے نور حاصل کر رہے ہوں گے۔ پس جب ایک دوسرے سے نور حاصل کرنا ہے تو اُس نور کا حصہ بننے کے لئے خود کوشش بھی کرنی پڑے گی۔ اور یہی کوشش کرنی ہوگی کہ میں اپنے بھائی سے بھی روحانیت لوں اور اپنے بھائی کو روحانیت دوں۔ اور وہ اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ حقیقی رنگ میں خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے اس کا حق ادا کرنے والے ہوں گے اور اُس کے بندوں کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔

حضورِانور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ کرے کہ یہ مسجد اِن تمام مقاصد کو پُورا کرنے والی ہو اور آپ لوگ آپس کے حقوق بھی ادا کرنے والے ہوں۔ اپنے خدا کے حقوق بھی ادا کرنے والے ہوں۔ اپنے ہمسایوں کے حقوق بھی ادا کرنے والے ہوں اور اِس شہر کے ہر شخص کے حق ادا کرنے والے ہوں۔ اور محبت اور بھائی چارہ اور پیار اور امن کی تعلیم کو اِس مسجد کے بننے کے بعد پہلے سے زیادہ اِس شہر میں پھیلانے والے ہوں۔ جزاک اللہ۔

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب سات بجکر پچپن منٹ تک جاری رہا۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔ بعدازاں اس تقریب میں شامل ہونے والے تمام مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں کھانا کھایا۔

''مسجد بیت الواحد'' کی اس افتتاحی تقریب میں 124 مہمان شامل ہوئے جن میں لارڈ میئر Hanau شہر Claus Kaminsky، صوبہ Hessen کے ایک ضلع کمشنر Eric Pipa صاحب، جرمن نیشنل پارلیمنٹ کے تین ممبرز Bettina Muller صاحبہ، Kordula Schulz-Aschf صاحبہ، Christine Buchholz صاحبہ اور اس کے علاوہ مختلف سرکاری حکام، وکلاء، ڈاکٹرز، انجینئرز، اساتذہ، جرنلسٹس اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہوئے۔

..............................(باقی آئندہ)

☆......☆......☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 13 رمئی 2015ء بروز بدھ نماز ظہر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم عبد الرشید صاحب (موٹر مکینک۔ ابن مکرم عبد الحمید صاحب سابق درویش قادیان)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 9 رمئی کو تین ماہ بیمار رہنے کے بعد وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نمازوں کے پابند اور حسن اخلاق سے پیش آنے والے بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ مالی قربانی میں باقاعدہ اور جماعتی خدمت کے لئے ہمیشہ تیار رہتے۔ آپ کو 1991ء میں ایک کیس میں اسیر راہ مولیٰ رہنے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آپ کو نائب ناظم روٹی پلانٹ کے طور پر خدمت بجالانے کی توفیق ملتی رہی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ ایک بیٹا جامعہ احمدیہ یوکے میں زیر تعلیم ہے۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم رشید احمد بٹ صاحب مرحوم۔ کراچی) 9 مارچ 2015ء کو طویل علالت کے بعد بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت عبد الحکیم صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور مکرم حافظ عبد الواحد صاحب مرحوم (واقف زندگی احمد آباد اسٹیٹ) کی بڑی بہو تھیں۔ آپ کو 9 سال نبی سر روڈ کی صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ 2002ء میں آپ ڈرگ روڈ کراچی منتقل ہوگئیں جہاں آپ نے سیکرٹری خدمت خلق کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ بہت بااخلاق، ملنسار، صابرہ وشاکرہ، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے بے حد عقیدت، اطاعت اور محبت کا تعلق تھا۔ اپنی اولاد کو بھی خلافت سے وابستگی کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم غلام رسول صاحب (آف دارالبرکات ربوہ۔ حال جرمنی) 10 اپریل 2015ء کو مختصر علالت کے بعد وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ لمبا عرصہ زعیم مجلس انصار اللہ دارالبرکات اور سیکرٹری دعوت الی اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ اسی طرح شعبہ تاریخ احمدیت میں بھی خدمت بجالاتے رہے اور حوالہ جات اکٹھے کرنے کی غرض سے کئی شہروں کا سفر اختیار کیا اور بڑے شوق اور ولولہ سے اس خدمت کو سرانجام دیا۔ بہت ملنسار، غریب پرور، بہادر نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ بہت جرأت سے تبلیغ کیا کرتے تھے۔ آپ نے 90 بیعتیں کروانے کی توفیق پائی۔ دیہات کے اثر ورسوخ رکھنے والے لوگ آپ سے بہت متاثر تھے۔ آپ کو خلافت احمدیہ سے والہانہ عشق کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔

(3) مکرم ملک عبد الرشید صاحب بھیروی (سابق اکاؤنٹنٹ بیت المال آمد ربوہ) 15 اکتوبر 2014ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو لمبا عرصہ نظارت بیت المال آمد کے اکاؤنٹنٹ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ نماز باجماعت کے پابند ایک نیک، باوفا اور مخلص انسان تھے۔

(4) مکرم چوہدری محمود احمد صاحب (ابن مکرم چوہدری علم دین صاحب۔ سابق صدر حلقہ 79 نواں کوٹ۔ ضلع شیخوپورہ) 21 مارچ 2015ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ میں 15 سال کارکن کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نماز باجماعت کے پابند، نظام جماعت کے اطاعت گزار، ہمدرد، انصاف پسند، نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(5) مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم میاں محمد شفیع منہاس صاحب چک نمبر 166 مراد ضلع بہاولنگر) 21 فروری 2015ء کو 92 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ اعلیٰ اخلاق کی مالک، غریب پرور، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت اور نظام جماعت سے عشق اور وفا کا تعلق تھا۔

(6) مکرمہ حمیدہ نذیر صاحبہ (اہلیہ مکرم نذیر احمد صاحب مرحوم۔ کراچی) 26 جنوری 2015ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ خود بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئیں۔ خلافت اور جماعت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ غریب پرور، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔

(7) مکرم محمود الحسن صاحب (ابن مکرم حسن علی صاحب محلّہ نصیر آباد سلطان ربوہ) 18 فروری 2015ء کو ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو لوکل انجمن ربوہ میں کافی عرصہ ڈرائیور کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ علاوہ ازیں سیکیورٹی کی ڈیوٹیاں بھی بجالاتے رہے۔ آپ غریب پرور اور چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔

(8) مکرم منیر احمد سہوتر صاحب (ابن مکرم رحمت علی صاحب ساکن چک 98 شمالی سرگودھا) 26 جنوری 2015ء کو 63 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کے پابند اور شریف النفس انسان تھے۔ جو بھی جماعتی کام آپ کے سپرد کیا جاتا اسے ہمیشہ بڑی خوش اسلوبی سے بجالاتے۔ چندہ جات میں باقاعدہ اور ہر مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

(9) مکرمہ فاطمہ بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم ملک فضل داد کھوکھر صاحب کھوکھر غربی) 5 مارچ 2015ء کو 91 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کے دو پوتے مکرم حافظ محمد نصر اللہ صاحب استاد جامعہ احمدیہ ربوہ اور مکرم حافظ محمد ظفر اللہ عاجز صاحب (مربی سلسلہ) ایڈیشنل وکالت اشاعت لندن میں خدمت بجالا رہے ہیں۔

(10) مکرمہ عافیہ ظفر صاحبہ (بنت مکرم خواجہ ظفر احمد صاحب سابق امیر ضلع سیالکوٹ) 8 فروری 2015ء کو شادی کے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد برین ہیمرج سے 30 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ اپنے حلقہ میں سیکرٹری خدمت خلق، سیکرٹری تعلیم القرآن اور سیکرٹری اصلاح و ارشاد کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہی تھیں۔ ہر جماعتی پروگرام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ بے حد ملنسار، مہمان نواز، ہمدرد، مخلص اور جماعتی خدمت کے جذبہ سے سرشار خاتون تھیں۔

(11) مکرمہ مریم صدیقہ صاحبہ (اہلیہ مکرم شیخ عبد السمیع قمر صاحب۔ باغ والی ملز فیکٹری ایریا فیصل آباد) 22 جنوری 2015ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو 13 سال صدر لجنہ اماء اللہ ضلع فیصل آباد کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ اس دوران آپ نے لجنہ کی تنظیم نو اور انہیں منظّم کرنے کے لئے گاؤں گاؤں جا کر بڑی محنت سے کام کیا۔ آپ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، غریب پرور، مہمان نواز، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت اور نظام جماعت سے گہری وابستگی اور وفا کا تعلق تھا۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆

خلافتِ حقّہ

سچی پاکیزگی، حقیقی تزکیہ اور دنیا و آخرت کی حسنات اور ترقیات کے حصول کے لئے ایک عظیم الشان الٰہی نظام

نصیر احمد قمر

قسط نمبر 7

انسان فطرۃً کمزور ہے اور جس طرح دنیا کے بہت سے کاموں کے انجام دینے کے لئے وہ دوسروں کی مدد اور سہارے کا محتاج ہے اسی طرح بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ وہ روحانی امور کی انجام دہی کے لئے، سچی پاکیزگی اور تقویٰ اور طہارت اور تقرب الی اللہ کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور رہنمائی اور مدد کا محتاج ہے اور اس کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ محض اپنی تدبیر سے، اپنے منصوبہ سے، اپنی کوشش سے خدا تعالیٰ کو پا سکے۔ اسی لئے قرآن مجید کی پہلی سورۃ الفاتحہ میں جو ہر نماز میں ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہے اور جسے خدا تعالیٰ نے السبع المثانی بھی فرمایا ہے بندہ کو اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی دعا سکھائی گئی ہے تاکہ وہ اپنے عجز اور انکسار اور کمزوری و بے بسی و بیکسی کو ہمیشہ سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مدد کا طلبگار رہے۔ **اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت بے پایاں سے اسی غرض سے انبیاء وخلفاء کا سلسلہ جاری فرمایا جو خدا تعالیٰ سے ہدایت پاکر اس کی منشاء کے مطابق بنی نوع انسان کی رہنمائی کرتے اور اپنی دعاؤں اور حسن تدابیر سے نیکی کی راہوں میں آگے بڑھنے کے لئے ان کے ہادی اور معاون و مددگار بنتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں آسمان سے وسیلہ بنا کر کھڑا کرتا ہے اور مومنوں کو حکم ہوتا ہے کہ** وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ (المائدۃ: 36)۔ **خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے اس وسیلہ کو اختیار کرو۔ یہ مبارک وجود وہ حبل اللہ ہوتے ہیں جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے** ''وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا (آل عمران: 104) **فرماکر مضبوطی سے اس حبل اللہ کو پکڑنے کا حکم فرمایا ہے۔**

بنی نوع انسان کے سچّے ہمدرد

انبیاء کرام اور خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلفاء اپنے اپنے وقت میں خدا تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے اور اس کے سب سے زیادہ پیارے وجود ہوتے ہیں اس لئے ان کے دلوں میں خدا کی مخلوق کی ہمدردی کا جذبہ بھی سب سے بڑھا ہؤا ہوتا ہے۔ اور وہ نہایت درد اور الحاح کے ساتھ ان کی خیرخواہی کرتے ہوئے ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور ان کی بھلائی کی تدبیریں کرتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

❁...... **''نبی بوجہ اس کے کہ ہمدردی بنی نوع کا اس کے دل میں کمال درجہ پر جوش ہوتا ہے اپنی روحانی توجّہات اور تضرّع اور انکسار سے یہ چاہتا ہے کہ وہ خدا جو اس پر ظاہر ہؤا ہے دوسرے لوگ بھی اس کو شناخت کریں اور نجات پاویں** اور وہ دلی خواہش سے اپنے وجود کی قربانی خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کرتا ہے اور اس تمنّا سے کہ لوگ زندہ ہو جائیں کئی موتیں اپنے لئے قبول کر لیتا ہے اور بڑے مجاہدات میں اپنے تئیں ڈالتا ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں اشارہ ہے لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (الشعراء: 4) یعنی کیا تُو اس غم میں اپنے تئیں ہلاک کردے گا کہ یہ کافر لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ تب اگرچہ خدا مخلوق سے بے نیاز اور مستغنی ہے مگر اس کے دائمی غم اور حزن اور کرب و قلق اور تذلّل اور نیستی اور نہایت درجہ کے صدق اور صفا پر نظر کر کے مخلوق کے مستعد دلوں پر اپنے نشانوں کے ساتھ اپنا چہرہ ظاہر کر دیتا ہے اور اُس کی پُرجوش دعاؤں کی تحریک سے جو آسمان پر ایک صعبناک شور ڈالتی ہیں خدا تعالیٰ کے نشان زمین پر بارش کی طرح برستے ہیں اور عظیم الشان خوارق دنیا کے لوگوں کو دکھلائے جاتے ہیں جن سے دنیا دیکھ لیتی ہے کہ خدا ہے اور خدا کا چہرہ نظر آجاتا ہے۔ لیکن اگر وہ پاک نبی اس قدر دعا اور تضرّع اور ابتہال سے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ نہ کرتا اور خدا کے چہرہ کی چمک دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے اپنی قربانی نہ دیتا اور ہر ایک قدم میں صدہا موتیں قبول نہ کرتا تو خدا کا چہرہ دنیا پر ہرگز ظاہر نہ ہوتا کیونکہ خدا تعالیٰ بوجہ استغناء ذاتی کے بے نیاز ہے...... **سو خدا کی راہ میں سب سے اوّل قربانی دینے والے نبی ہیں۔ ہر ایک اپنے لئے کوشش کرتا ہے مگر انبیاء علیہم السلام دوسروں کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ لوگ سوتے ہیں اور وہ ان کے لئے جاگتے ہیں اور لوگ ہنستے ہیں اور وہ ان کے لئے روتے ہیں اور دنیا کی رہائی کے لئے ہر ایک مصیبت کو بخوشی اپنے پر وارد کر لیتے ہیں۔ یہ سب اس لئے کرتے ہیں کہ تا خدا تعالیٰ کچھ ایسی تجلّی فرماوے کہ لوگوں پر ثابت ہو جاوے کہ خدا موجود ہے اور مستعد دلوں پر اس کی ہستی اور اس کی توحید منکشف ہو جاوے تا کہ وہ نجات پائیں''۔**

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 117)

❁......اسی طرح آپ نے فرمایا: **''کوئی نبی اور ولی قوت عشقیہ سے خالی نہیں ہوتا یعنی ان کی فطرت میں حضرت احدیّت نے بندگان خدا کی بھلائی کے لئے ایک قسم کا عشق ڈالا ہؤا ہوتا ہے۔ پس وہی عشق کی آگ اُن سے سب کچھ کراتی ہے اور اگر ان کو خدا کا یہ حکم بھی پہنچے کہ اگر تم دعا اور غم خواریٔ خلق اللہ نہ کرو تو تمہارے اجر میں کچھ قصور نہیں۔ تب بھی وہ اپنے فطرتی جوش سے رہ نہیں سکتے اور ان کو اس بات کی طرف خیال بھی نہیں ہوتا کہ ہم کو اس جان کنی سے کیا اجر ملے گا۔** کیونکہ ان کے جوشوں کی بناء کسی غرض پر نہیں بلکہ وہ سب کچھ قوّتِ عشقیہ کی تحریک سے ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (الشعراء: 4) خدا اپنے نبی کو سمجھاتا ہے کہ اس قدر غم اور درد کو تُو لوگوں کے مومن بن جانے کے لئے اپنے دل پر اُٹھاتا ہے اس سے تیری جان جاتی رہے گی۔ سو وہ **عشق ہی تھا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جان جانے کی کچھ پرواہ نہ کی۔** پس **حقیقی پیری مریدی کا یہی احوال ہے** اور صادق اسی سے شناخت کئے جاتے ہیں کیونکہ خدا کا قدیمی احوال ہے کہ قوتِ عشقیہ صادقوں کے دلوں میں ضرور ہوتی ہے تا وہ سچّے غم خوار بننے کے لئے لائق ٹھہریں۔ جیسے والدین اپنے بچّہ کے لئے ایک قوّتِ عشقیہ رکھتے ہیں تو ان کی دعا بھی اپنے بچوں کی نسبت قبولیّت کی استعداد زیادہ رکھتی ہے۔ اسی طرح **جو شخص صاحبِ قوّت عشقیہ ہے وہ خلق اللہ کے لئے حکم والدین رکھتا ہے اور خواہ نخواہ دوسروں کا غم اپنے گلے میں ڈال لیتا ہے۔''**

(مکتوبات بنام مولوی عبد القادر صاحب مندرجہ الحکم جلد 2 نمبر 24-25 مورخہ 20 تا 27 اگست 1898ء صفحہ 12)

❁......فرمایا: **''مامور من اللہ جب آتا ہے تو اس کی فطرت میں سچّی ہمدردی رکھی جاتی ہے اور یہ ہمدردی عوام سے بھی ہوتی ہے اور جماعت سے بھی۔ اس ہمدردی میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ اس لئے کہ آپؐ کُل دنیا کے لئے مامور ہوکر آئے تھے اور آپؐ سے پہلے جس قدر نبی آئے وہ مختص القوم اور مختص الزمان کے طور پر تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کُل دنیا اور ہمیشہ کے لئے نبی تھے۔ اس لئے آپؐ کی ہمدردی بھی کامل ہمدردی تھی۔** چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (الشعراء: 4) اس کے ایک تو یہ معنے ہیں کہ کیا تُو ان کے مومن نہ ہونے کی فکر میں اپنی جان دے دے گا۔ **اس آیت سے اس درد اور فکر کا پتہ لگ سکتا ہے جو آپؐ کو دنیا کی تباہ حالت دیکھ کر ہوتا تھا کہ وہ مومن بن جاوے۔** یہ تو آپؐ کی عام ہمدردی کے لئے ہے۔ اور یہ معنے بھی **اِس آیت کے ہیں کہ مومن کو مومن بنانے کی فکر میں تُو اپنی جان دے دے گا یعنی ایمان کو کامل بنانے میں''۔**

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 164۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

❁......فرمایا: **''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی ہمدردی اور محنت اٹھانے سے بنی نوع کی رہائی کے لئے جان کو وقف کر دیا تھا اور دعا کے ساتھ اور تبلیغ کے ساتھ اور ان کے جور و جفا اٹھانے کے ساتھ اور ہر ایک مناسب اور حکیمانہ طریق کے ساتھ اپنی جان اور اپنے آرام کو اس راہ میں فدا کر دیا تھا۔** جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (الشعراء: 4)...... کیا تُو اس غم اور اس سخت محنت میں جو لوگوں کے لئے اٹھا رہا ہے اپنے تئیں ہلاک کر دے گا۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 448-449)

❁......حضور علیہ السلام آیت قرآنی لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (الشعراء: 4) (یعنی کیا تُو اس غم سے اپنے تئیں ہلاک کر دے گا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفّار کے ایمان لانے کے لئے اس قدر جانکاہی اور سوز و گداز سے دعا کرتے تھے کہ اندیشہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس غم سے خود ہلاک نہ ہو جاویں۔** اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے اس قدر غم نہ کر اور اس قدر اپنے دل کو دردوں کا نشانہ مت بنا کیونکہ یہ لوگ ایمان لانے سے لاپرواہ ہیں اور ان کے اغراض اور مقاصد اَور ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ اے نبی (علیہ السلام) جس قدر تُو عقد ہمّت اور کامل توجّہ اور سوز و گداز اور اپنی رُوح کو مشقّت میں ڈالنے سے ان لوگوں کی ہدایت کے لئے دعا کرتا ہے تیری دعاؤں کے پُرتاثیر ہونے میں کچھ کمی نہیں ہے۔ لیکن **شرط قبولیّت دعا** یہ ہے کہ جس کے حق میں دعا کی جاتی ہے سخت متعصب اور لاپرواہ اور گندی فطرت کا انسان نہ ہو ورنہ دعا قبول نہیں ہوگی۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصّہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 226)

❁......اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''نبی کا آنا ضروری ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ قوّت قدسی ہوتی ہے اور ان کے دل میں لوگوں کی ہمدردی، نفع رسانی اور عام خیرخواہی کا بیتاب کر دینے والا جوش ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (الشعراء: 4) یعنی کیا تُو اپنی جان کو ہلاک کر دے گا اس خیال سے کہ وہ مومن نہیں ہوتے۔ اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک کافروں کی نسبت کہ وہ مسلمان کیوں نہیں ہوتے۔ دوسرا مسلمانوں کی نسبت کہ ان میں وہ اعلیٰ درجہ کی روحانی قوّت کیوں نہیں پیدا ہوتی جو آپؐ چاہتے ہیں۔ چونکہ ترقی تدریجًا ہوتی ہے اس لئے صحابہؓ کی ترقیاں بھی تدریجی طور پر ہوئی تھیں۔ مگر انبیاء کے دل کی بناوٹ بالکل ہمدردی ہی ہوتی ہے اور پھر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو جامع جمیع کمالات نبوّت تھے۔ آپؐ میں یہ ہمدردی کمال درجہ پر تھی آپؐ صحابہؓ کو دیکھ کر چاہتے تھے کہ پوری ترقیات پر پہنچیں۔ لیکن یہ عروج ایک وقت پر مقدّر تھا۔ آخر صحابہؓ نے وہ پایا جو دنیا نے کبھی نہ پایا تھا اور وہ دیکھا جو کسی نے نہ دیکھا تھا''۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 338۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

❁......حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (الشعراء: 4) میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بے مثال شفقت اور محبت کا ذکر کیا گیا ہے جو آپ کو بنی نوع انسان سے تھی اور بتایا گیا ہے کہ آپؐ اُن کی ہدایت کے لئے رات اور دن اِس قدر جد و جہد فرماتے اور اتنی دعائیں کرتے تھے کہ قریب تھا کہ آپؐ اس غم سے اپنے آپؐ کو ہلاک کر لیتے۔ آپؐ کو نہ اپنے کھانے کی پرواہ تھی نہ پینے کی پرواہ تھی۔ نہ نیند اور آرام کی پرواہ تھی۔ آپ لوگوں کو ہلاکت کے گڑھوں سے بچانے اور انہیں نجات اور سلامتی کا راہ دکھانے کے لئے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کرتے اور اتنی اتنی دیر کھڑے رہتے کہ آپ کے پاؤں متورّم ہو جاتے۔ گویا جس طرح جوش کی حالت میں بعض دفعہ انسان بکرے پر چھری چلاتے ہوئے اُس چھری کو گردن کے آخری حصّہ تک پہنچا دیتا ہے اور قریب ہوتا ہے کہ اگر ذرا سا بھی اور زور لگ جائے تو اُس کی گردن کٹ کر پرے جا پڑے۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان کو ہلاک کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی۔ اور اگر آپ کی جان بچی تو اس کے یہ معنے نہیں کہ آپ نے کوئی کمی کی تھی بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی غیر معمولی حفاظت فرمائی ورنہ آپؐ نے اپنی جان کو ہلاک کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی''۔

(تفسیر کبیر سورۃ الشعراء۔ زیر آیت 4)

❁......ایک اور موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (التوبۃ: 128)۔ ترجمہ: (اے مومنو!) تمہارے پاس تمہاری ہی قوم کا ایک فرد رسول ہوکر آیا ہے۔ تمہارا تکلیف میں پڑنا اس پر شاق گزرتا ہے اور وہ تمہارے لئے خیر کا بہت بھوکا ہے۔ اور مومنوں کے ساتھ محبت کرنے والا اور بہت کرم کرنے والا ہے۔

❁......حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''...... ماؤں کا اپنے بچوں کی پرورش میں مصروف ہونا یہ فطرت ہے۔ اسی طرح پر مامورین جو آتے ہیں ان کی فطرت میں بھی ایک بات ہوتی ہے۔ وہ کیا؟ مخلوق کے

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ......از صفحہ نمبر 20

چاہے تو ہرگز نہ ہوگا۔ اس لئے خدا کے فضل کی ضرورت ہے اور وہ اسی طرح سے ہوسکتا ہے کہ ایک طرف تو دعا کرے اور ایک طرف کوشش کرتا رہے۔ خدا تعالیٰ نے دعا اور کوشش دونو کی تاکید فرمائی ہے کہ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المومن :61) (کہ جب مجھ سے دعا کرو تو مَیں قبول کروں گا۔ فرمایا کہ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ) میں تو دعا کی تاکید فرمائی ہے اور وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) میں کوشش کی''۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں، کوشش کرتے ہیں اُن کو ہم اپنے راستوں کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔ فرمایا کہ ''جب تک تقویٰ نہ ہوگا اولیاء الرحمٰن میں ہرگز داخل نہ ہوگا''۔ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 227۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) جب تک تقویٰ نہیں ہو گا بندہ اولیاء الرحمٰن میں داخل نہیں ہوسکتا۔

پس اللہ تعالیٰ حقیقی مومنوں سے حقیقی تقویٰ چاہتا ہے اور اس کے لئے مختلف راستے اُس نے بتائے ہیں اور پھر ہم پر یہ احسان کیا کہ ہمیں اُس زمانے میں پیدا کیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور آخری زمانے کے امام کو بھیجا جنہوں نے پھر خدا تعالیٰ کے پیغام کو ہم تک کھول کر پہنچایا۔ پس ہمارا فرض ہے کہ اس امام کے کامل فرمانبردار بنتے ہوئے اُس کی پوری اطاعت کریں۔ کامل فرمانبرداری کی کوشش کریں کیونکہ اس کی فرمانبرداری میں ہی اللہ کے رسول اور اللہ کی فرمانبرداری ہے۔ وہ عمل ہمارے سے ہوں جو ہمارا امام ہم سے چاہتا ہے۔ گزشتہ مذاہب میں برائیاں اس لئے جڑ پکڑ گئی تھیں کہ اُن میں تقویٰ کی کمی ہوگئی تھی اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے مورد بنتے چلے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بھی یہ تنبیہ کی ہے، یہ وارننگ (warning) دی ہے کہ بگڑے ہوئے زمانہ میں جب تقویٰ کی کمی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مسیح موعود کو بھیجے گا جو امام الزمان ہو گا، اُسے مان لینا تا کہ تقویٰ کی راہوں پر چلتے رہو، ورنہ جیسا پہلی قوموں کا حال ہوا ہے تمہارا بھی ہوسکتا ہے اور ہو جائے گا۔ بیشک اسلام نے اب تا قیامت قائم رہنا ہے لیکن حقیقی مسلمان اور تقویٰ پر چلنے والے وہی ہوں گے جو اس زمانے کے امام کے ساتھ جڑنے والے ہوں گے۔

پس یہاں اللہ تعالیٰ نے جہاں یہ تنبیہ فرمائی کہ اگر تم نے احتیاط نہ کی، تقویٰ کا حق ادا نہ کیا، اللہ تعالیٰ کی رضا کو تلاش نہ کیا تو خدا تعالیٰ کی سزا کے مورد بن سکتے ہو۔ وہاں ایک تسلی بھی دلائی کہ اگر تقویٰ کا حق ادا کرتے رہو گے یا ادا کرنے کی کوشش کرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بھی بنو گے۔ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آل عمران:103)۔ اور ہرگز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم فرمانبردار ہو۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تقویٰ کی تلاش میں لگے رہے، اپنی طبیعتوں پر جبر کرکے اپنی اصلاح کی کوشش کرتے رہے تو ایسی حالت کی موت بھی اللہ کا قرب دلانے والی ہوگی اور جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے، یہ کامل فرمانبرداری کی تلاش اور جستجو اور کوشش اگر حقیقت میں ہوگی تو خدا تعالیٰ جو دلوں کا حال جانتا ہے وہ اپنے بندوں پر رحم اور فضل کرتے ہوئے اُنہیں نیک بندوں میں شمار کرلیتا ہے جو تقویٰ پر چلنے والے ہوتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے رحم سے یہ بھی بعید نہیں کہ ایک مسلمان جو مسلسل کوشش کرتا ہے اُس کی موت ہی اللہ تعالیٰ اُس وقت لائے جب تقویٰ کے اعلیٰ مدارج پر پہنچ چکا ہو یا اُس کے قریب ہو۔ غرض کہ اصل چیز نیت ہے۔ ایک کوشش ہے اور دعا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر کوشش اور عمل ہو رہا ہے تو اللہ تعالیٰ موت کے وقت ایسے مومن کے لئے ایسے حالات پیدا فرما دیتا ہے جو اسے اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بنانے والے ہوتے ہیں۔ پس اس کے حصول کے لئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے دعا اور کوشش ایک مومن کی پہچان ہے۔

پس مَیں بار بار جب اس طرف توجہ دلاتا ہوں تو اسی لئے کہ یہ بہت اہم چیز ہے۔ ہمیں اس کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہم جو اُس امام کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہمیں اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر زمانے کے امام کو مان لیا ہے، اُس کی بیعت میں شامل ہوگئے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے باقی تمام وہ باتیں بھی اپنی زندگی کا حصہ بنانی ہوں گی جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والی ہوں اور جن کو ہم پر واضح کرنے کے لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بھیجا ہے اور آپ نے جماعت کا قیام فرمایا ہے۔ آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں:

''اس سلسلہ سے خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے اور اُس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ تقویٰ گم ہوگیا ہے۔ بعض تو کھلے طور پر بے حیائیوں میں گرفتار ہیں اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ایک قسم کی ناپاکی کی ملونی اپنے اعمال کے ساتھ رکھتے ہیں، مگر انہیں نہیں معلوم کہ اگر اچھے کھانے میں تھوڑا سا زہر پڑ جاوے تو وہ سارا زہریلا ہو جاتا ہے۔ اور بعض ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے (گناہ) ریاکاری وغیرہ جن کی شاخیں باریک ہوتی ہیں اُن میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اسی غرض کے لئے اُس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اُس کا منشاء ہے۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 96-97۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ ہے وہ عظیم مقصد جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جماعت کا قیام فرمایا یا جس کے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ پس آج جس فسق و فجور میں دنیا مبتلا ہے وہ ظاہر و باہر ہے۔ ہر ایک دیکھ سکتا ہے کہ ہر طرف بے حیائی کا دور دورہ ہے۔ میڈیا نے بالکل بے حیائی پیدا کردی ہوئی ہے اور اس فسق و فجور کو ابھارنے کے لئے نئے نئے ذرائع دنیا نے اختیار کر لئے ہیں۔ الیکٹرانک طریق ہیں، اخبارات ہیں وغیرہ وغیرہ۔ پس اگر آج ایک احمدی نے اور احمدی کہلانے والے مرد، عورت، نوجوان اور بچے نے اس بات کو نہ سمجھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جماعت بنانے کے لئے آئے تھے جو دنیا کو فسق و فجور سے نکالے اور خود بھی اگر یہ لوگ اس کی بجائے، الیکٹرانک ذرائع اور دوسری لغویات میں پڑ کر تقویٰ سے دور ہٹ گئے تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت میں شمولیت کے مقصد کو بھولنے والے ہوں گے۔

فسق و فجور کیا چیز ہے؟ فسق کہتے ہیں، سچائی، صحیح راستے، قانونی حدود اور فرمانبرداری سے باہر نکلنا۔ اخلاق سے گری ہوئی اور گناہوں میں ڈوبی ہوئی حرکات کرنا۔ اسی طرح فجور کا مطلب ہے، سچائی سے دور ہٹنا، جھوٹ بولنا، غلط حرکات کرنا، جھوٹی قسمیں کھانا، اللہ تعالیٰ کے احکامات کو نظر انداز کرنا۔ اب آج کل کے جو مختلف ذرائع دنیا کی تفریح کے لئے بنائے گئے ہیں، اگر غور کریں تو وہ سب نیکیوں سے دور کرنے والے ہیں، جھوٹ کی ترغیب دلانے والے ہیں، بے حیائیوں کی طرف لے جانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کے احکامات نظر انداز کرنے اور فرمانبرداری سے باہر نکلنے کی ترغیب دلانے والے ہیں۔ بے حیائی کی ترغیب کی ایک مثال دیتا ہوں۔

آج انٹرنیٹ یا کمپیوٹر پر آپس کے تعارف کا ایک نیا ذریعہ نکلا ہے جسے Facebook کہتے ہیں۔ گو اتنا نیا بھی نہیں لیکن بہرحال یہ بعد کی چند سالوں کی پیداوار ہے۔ اس طریقے سے مَیں نے ایک دفعہ منع بھی کیا، خطبے میں بھی کہا کہ یہ بے حیائیوں کی ترغیب دیتا ہے۔ آپس کے جو حجاب ہیں، ایک دوسرے کا حجاب ہے، اپنے راز ہیں بندے کے وہ اُن حجابوں کو توڑتا ہے، اُن رازوں کو فاش کرتا ہے اور بے حیائیوں کی دعوت دیتا ہے۔ اس سائٹ کو جو بنانے والا ہے اُس نے خود یہ کہا ہے کہ مَیں نے اسے اس لئے بنایا ہے کہ مَیں سمجھتا ہوں کہ انسان جو کچھ ہے وہ ظاہر و باہر ہو کر دوسرے کے سامنے آجائے اور اُس کے نزدیک ظاہر و باہر ہو جانا یہ ہے کہ اگر کوئی اپنی ننگی تصویر بھی ڈالتا ہے تو بیشک ڈال دے اور پھر اس پر دوسروں کو تبصرہ کرنے کی دعوت دیتا ہے تو یہ جائز ہے۔ اِنَّا لِلّٰہ۔ اسی طرح دوسرے بھی جو کچھ کسی کے بارے میں دیکھیں اُس میں ڈال دیں۔ یہ اخلاقی پستی اور گراوٹ کی انتہا نہیں تو اَور کیا ہے؟ اور اس اخلاقی پستی اور گراوٹ کی حالت میں ایک احمدی ہی ہے جس نے دنیا کو اخلاق اور نیکیوں کے اعلیٰ معیار بتانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف لے کر آنا ہے اُس سے تعلق پیدا کروانا ہے، اُن کو اس بات کی طرف متوجہ کرنا ہے کہ تمہاری زندگی کا مقصد خدا تعالیٰ کی عبادت اور کامل فرمانبرداری ہے، اس کے لئے کوشش کرو ورنہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سہیڑنے والے بن جاؤ گے۔

اب ایک طرف تو یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت میں آکر ان نیک باتوں اور تقویٰ کو قائم کرنا ہے اور دوسری طرف یہ کہ ہمیں فیس بک (Facebook) سے کیوں روکا جاتا ہے؟ ہمیں ہماری آزادی سے کیوں محروم کیا جاتا ہے؟ یہ دو باتیں ساتھ ساتھ نہیں چل سکتیں۔ ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ ہم نے ان میں سے کس کو اختیار کرنا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کو، تقویٰ کو یا اِن فسق و فجور پھیلانے والی باتوں کو؟

آج ایک احمدی ہی وہ خوش قسمت ہے جو دنیا کی صحیح رہنمائی کرسکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اُس کو دینی علم سے، خزانوں سے اس طرح مالا مال کر دیا ہے کہ کسی دوسرے کے پاس وہ خزانے ہیں ہی نہیں۔ قرآنِ کریم کی روشن تعلیم کی جو تفسیریں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمائی ہیں وہ کسی اور کے پاس مل ہی نہیں سکتیں۔ پس احمدی ہی ہے جو دوسروں کی رہنمائی کر سکتا ہے، نیکیوں اور بدیوں کی تمیز کر سکتا ہے اور کروا سکتا ہے۔ پس اس بات کو ہر احمدی کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ مَیں جس کام پر مامور کیا گیا ہوں، جو کام میرے سپرد کیا گیا ہے اُس کی ادائیگی کی کوشش کروں۔ بے حیائیوں اور لغویات میں نہ پڑوں۔ بیعت تو ہم نے اس لئے کی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انصار بن کر فسق و فجور میں پڑی ہوئی دنیا کو فسق و فجور سے باہر نکالا جائے۔ لیکن اگر ہم خود ان برائیوں میں پڑ جائیں تو پھر اس دنیا کا کیا حال ہوگا۔ پس جو اس بات کو نہیں سمجھے گا وہ آپ سے کاٹا جائے گا۔ کیونکہ آپ کا مقصد تقویٰ کا قیام ہے۔ جو اس مقصد کے حصول کے لئے مددگار نہیں بن سکتا وہ ظاہر میں بیشک جماعت کا ممبر کہلاتا ہو لیکن خدا تعالیٰ کی نظر میں وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے منسلک نہیں ہے اور اس کی بڑے واضح طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے کشتی نوح میں وضاحت فرما دی ہے۔ پس ہمیں اپنے عمدہ کھانے میں سے دنیا کی ملونی کے زہر کو نکالنا ہوگا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کی تکمیل کے لئے دوسروں کے کھانے بھی صاف کرنے ہوں گے، اُن کو بھی زہر کھانے سے بچانا ہو گا تبھی ہم فرمانبرداروں میں شمار ہوں گے۔ تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت میں شمار ہوں گے۔ آپ نے یہ جو فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ تقویٰ و طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے، خدا نے جو یہ نمونہ دکھانے کا طریق رکھا ہوا ہے یہ سب سے بڑھ کر تو انبیاء کا ہوتا ہے اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ نمونہ دکھایا۔ پھر اپنے صحابہ میں اسے قائم فرمایا انہوں نے بھی عمدہ نمونہ دکھایا اور پھر یہ جماعتِ مومنین جو تا قیامت رہنے والی جماعت ہے اس کے ممبران نے وہ نمونہ دکھانا ہے۔ اس لئے اب یہ ہماری بھی ذمہ داری ہے۔

پس یہ بڑے غور اور فکر کی بات ہے کہ ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اس مقصد کے حصول کے لئے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے آپ کے معاون و مددگار بنیں۔ دنیا کی طرف زیادہ دیکھنے کی بجائے اپنے تقویٰ کے معیار کی طرف نظر رکھنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر شکرگزار ہوں کہ اُس نے ہمیں ایک جماعت میں شامل کر دیا ہے، ایک لڑی میں پرو دیا ہے جس کے ساتھ جُڑے رہنے اور جس میں پروئے رہنے سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہم پر برس رہی ہے اور برستی چلی جائے گی۔ انشاء اللہ۔

ہمیں اللہ تعالیٰ نے دنیا کے گند سے نکال کر اس جماعت سے وابستہ کر کے جو ہم پر احسان کیا ہے، اُس پر شکرگزاری کا تقاضا ہے کہ ہم تقویٰ کے معیار کو بڑھائیں۔ اُس رسّی کو مضبوطی سے پکڑیں جو خدا تعالیٰ نے ہماری دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے ہمیں پکڑائی ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا (آل عمران:104) اور اللہ کی رسّی کو سب مضبوطی سے پکڑ لو۔ پہلی قومیں بگڑیں وہ اس لئے کہ اپنی تعلیم سے دور ہوگئیں۔ ہر ایک تقویٰ سے دور ہو کر اپنے اپنے راستے اختیار کرنے لگا۔ تو اس میں یہ ایک پیشگوئی بھی ہے کہ مسلمان اپنی اس ذمہ داری کو نہیں سمجھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھ میں ایک رسّی پکڑائی ہے اور ہم نے اس کو مضبوطی سے تھامے رکھنا ہے، اُس تعلیم کی حقیقت کو تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے سمجھنے کی کوشش کرنی ہے جو قرآنِ کریم کی صورت میں اُتری ہے، تو پھر اس بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے مسلمان بھی یہودیوں کی طرح فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بھی ہے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ یہ فرقوں میں بٹ بھی گئے۔

ایک حدیث میں آپؐ فرماتے ہیں کہ خدا کی کتاب قرآنِ کریم اللہ کی رسّی ہے جو آسمان سے زمین تک پھیلائی گئی ہے یا اتاری گئی ہے۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب مناقب اھل بیت النبی ﷺ حدیث نمبر 3788 دار المعرفۃ بیروت لبنان 2002ء)

پس قرآنِ کریم کے احکامات ہیں جو تقویٰ پر چلاتے ہیں لیکن قرآنِ کریم کی آیات کو سمجھنے کے لئے، اُس کے اسرار و رموز کو سمجھنے کے لئے، بعض باتوں کو سمجھنے کے لئے، اُس کی صحیح تفسیر سمجھنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کے فرستادوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اُن نیک لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے جو اُس کو سمجھ سکیں اور جن کے آنے کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے ہمیں قرآنِ کریم میں بتایا بھی ہوا ہے اور اس زمانے

میں جس کے آنے کی قرآنِ کریم میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے آخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ(الجمعة:4) فرما کر خبر بھی دی ہے جو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع میں قرآنِ کریم کا تعلق آسمان سے زمین پر جوڑے گا یا پھر اس رسّی کے ذریعے آسمان تک پہنچنے کے صحیح طریق سکھائے گا۔

پس اللہ تعالیٰ نے اس رسّی کو پکڑنے کی ہدایت فرمائی ہے کہ قرآنِ کریم کو پکڑو کیونکہ ایک زمانہ آئے گا جس میں قرآنِ کریم کا پڑھنا صرف رسم کے طور پر ہوگا اور صرف ظاہری عزت قرآنِ کریم کی ہوگی، اُس کی تعلیم پر عمل نہیں ہوگا بلکہ مخفی شرک بھی مسلمان کر رہے ہوں گے۔ اب دیکھیں آج کل قبروں کو پوجا جا رہا ہے۔ ہمارے سامنے بڑی واضح مثالیں موجود ہیں۔ مسلمانوں نے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر بٹھا کر اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا ہوا ہے۔

پس اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو قرآنِ کریم کی تعلیم کو اس دنیا میں جاری کرنے کے لئے آئے اور وہی ہیں جو اسلام پر اعتراضات کو دُور کرنے والے ہیں۔ کوئی آپ کے علمِ کلام سے باہر نکل کر اسلام پر اعتراض کرنے والے کا منہ بند نہیں کرسکتا اور آپ بھی ایک حبل اللہ ہیں۔ اس کو مضبوطی سے پکڑنے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔ فرمایا کہ برف کی سِلوں پر گھٹنوں کے بل گھسٹ کر بھی جانا پڑے تو جانا اور اس مسیح ومہدی کو میرا سلام پہنچانا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المہدی حدیث 4084 مکتبۃ المعارف ریاض ایڈیشن اول)

(مسند احمد بن حنبل جلد دوم صفحہ 182 مسند ابی ہریرۃؓ حدیث 7957 عالم الکتب بیروت 1998ء)

پھر اس قدرت کے بعد جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں آئی یہ بھی اللہ تعالیٰ کی رسّی ہے، ایک اور قدرت کے ظہور کا بھی اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (النور:56) کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے۔ کیا وعدہ کیا ہے؟ وہ وعدہ یہ ہے کہ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِم (النور:56) کہ انہیں ضرور خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔ اور وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ اور انہیں تمکنت عطا کرے گا۔ یعنی دین کی مضبوطی کے لئے، جماعت کی ترقی کے لئے سامان پیدا فرمائے گا۔ پھر دوسری قدرت جو خلافت کی صورت میں ہے، حبل اللہ بن جائے گی اور جس جماعت میں یہ خلافت ہوگی وہ وحدت پر قائم ہو کر خدائے واحد ویگانہ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والی جماعت بن جائے گی۔

پس قرآنِ کریم کو حقیقت میں ماننے والوں کے لئے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ وہ قرآنی پیشگوئی کے مطابق مسیح موعود کو مانیں اور آپ کے بعد آپ کے جاری نظامِ خلافت کے ساتھ تعلق پیدا کریں۔ جب یہ صورت ہوگی تو تبھی ایک رسّی کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم پورا ہوگا۔ آج مسلمانوں کے پاس قرآن ہے لیکن اس کے باوجود فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں، جیسا کہ مَیں نے کہا، اور اس حد تک اختلاف ہے کہ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگائے جاتے ہیں۔ الزام تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور جماعت احمدیہ کو دیا جاتا ہے کہ یہ دوسرے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں جبکہ خود ان کے اپنے لٹریچر ایک دوسرے پر تکفیر کے فتووں سے بھرے پڑے ہیں۔ پس جب فرقوں میں بٹنے کی یہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا جیسا کہ مَیں نے کہا۔ تو جب یہ پیشگوئی پوری ہوگئی ہے تو پھر مسیح موعود کا ظہور بھی ہوا۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت تم پر اتار دی ہے کہ جو مسیح موعود کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ یعنی فرقوں میں بٹنے کے بعد پھر اسلام کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کو بھیج دیا ہے۔ اب حکم یہ ہے کہ اختلاف ختم کرو اور اگر حقیقت میں حبل اللہ کے انعام سے فیض پانا چاہتے ہو تو مسیح موعود کو مان کر اُمّتِ واحدہ بن جاؤ۔

پس جہاں یہ پیغام اُن لوگوں کے لئے ہے جو جماعت احمدیہ میں ابھی شامل نہیں ہوئے تو جو احمدی ہیں، جو جماعت میں شامل ہوئے ہیں اُن کو بھی یہ یاد کروایا کہ جہالت سے حکمت کی طرف اور اندھیروں سے روشنی کی طرف کا جو سفر تم نے شروع کیا ہے تو اب اس کا حق بھی ادا کرنا ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُجڈ اور جاہل لوگوں کو انسان اور تعلیم یافتہ انسان اور باخدا انسان بنایا تھا، تم بھی باخدا انسان بننے کی کوشش کرو۔ اپنی نیکیوں اور تقویٰ کو بڑھانے کی کوشش کرو۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس احسان کے بعد اگر ہمارے اندر رنجشوں اور بدظنیوں نے جگہ پائی تو ہم حبل اللہ کی صحیح قدر کرنے والے نہیں ہوں گے۔ پس ایک احمدی کو فکر ہونی چاہئے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی بات بھی جس سے آپس کی رنجشیں پیدا ہوتی ہیں، اُن کو دور کرے۔ اُس میں یہ فکر ہونی چاہئے کہ اُس نے اللہ تعالیٰ کی خشیت اور تقویٰ دل میں پیدا کرنا ہے۔ اُس نے خدا تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری اختیار کرنی ہے اور خدا تعالیٰ کی رسّی کو جو قرآن، نبوت اور خلافت کی صورت میں اتاری گئی ہے اس کے ساتھ مضبوط تعلق پیدا کرنا ہے، اُسے پکڑنا ہے اور مضبوطی سے تھام لینا ہے۔

یاد رکھیں کہ نبوت کی طرف سے کہی گئی تمام باتوں پر ایمان اور یقین نبوت سے تعلق میں بڑھاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آنے والا حکم اور عدل ہوگا اور ایمان کو ثریا سے زمین پر لائے گا تو اب ہر احمدی کے دل میں یہ یقین ہونا چاہئے کہ جو کچھ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے وہی صحیح ہے اور دین کی جو تشریح آپ نے کی ہے وہی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہے۔ جو پیشگوئیاں آپ نے فرمائی ہیں اُن پر یقین ہی ایک مومن کو ایمان میں بڑھائے گا۔ آپ نے خلافتِ احمدیہ کے جاری نظام کی بہت کھول کر وضاحت فرمائی ہے اور خاص طور پر یہ تلقین فرمائی کہ میرے بعد خلافت کا جاری نظام میری ہی بعثت کا تسلسل ہے۔ جو یہ کہتا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دعاوی پر تو یقین رکھتے ہیں، آپ کو سچا مسیح موعود بھی مان لیتے ہیں، مہدی معہود بھی مان لیتے ہیں لیکن خلافت سے تعلق ضروری نہیں ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ایک بہت بڑے اعلان اور دعوے کو جھٹلانے والا بن جاتا ہے۔ آپ نے اپنی سچائی کے طور پر قدرتِ ثانیہ کا بیان فرمایا تھا۔ پس وہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دعوے کے منکر ہیں جو آپ کے اس واضح اعلان کے اس حصے کو نہیں مانتے کہ خلافتِ احمدیہ دائمی قدرت ہے جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ اس وقت جماعت کی خوبصورتی ہی یہ ہے کہ خلافتِ احمدیہ نے اُسے وحدت کی لڑی میں پرویا ہوا ہے۔ اگر یہ نہیں تو ایسے لوگ حبل اللہ کے تیسرے حصے کو کاٹنے والے بن جاتے ہیں، یا خود اُس سے کٹ گئے۔ پس جب حبل اللہ کا زمین پر پہنچنے والا ایک سرا کٹ گیا تو خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ بھی کٹ گیا۔ پس خلافت کی اطاعت اور اس کی حفاظت ہی ایک انسان کو، ایک احمدی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا حقدار بناتی ہے یا بیعت میں آنے کا دعویٰ کرنے کا حق دار بناتی ہے۔ اور یہی حقیقت بیعت پھر محبت اور بھائی چارے کے رشتے کو پروان چڑھانے والی ہونی چاہئے۔ ورنہ پھر وہی بات ہوگی کہ آپؑ کی ایک بات کو مان لیا اور دوسری کو چھوڑ دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"چاہئے کہ تمہارے تمام اعضاء اور تمام قوتیں خدا کی تابع ہوں اور تم سب ایک ہو کر اُس کی اطاعت میں لگو"۔

(لیکچر لاہور روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 157)

اور اللہ کی اطاعت کیا ہے؟ اُس کے تمام احکامات پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش ہے۔ مثلاً آپس کے تعلقات ہیں یا جس آیت میں مثال دی گئی ہے کہ بھائی بھائی تھے اس کا خیال رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دوبارہ مضبوطی سے جوڑا ہے۔ پھر ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ(الفتح:30) کہ مومن آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے ہیں۔ اگر ہر احمدی صرف اسی ایک بات کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنالے تو جماعت کے اندر ایک انقلاب پیدا ہو جائے گا۔ ہر احمدی کے دل کی کیفیت بدل جائے گی۔ ہر احمدی گھرانہ جنت نظیر بن جائے گا۔ ہر احمدی خاندان ایک مثالی خاندان بن جائے گا۔ ہر حلقہ اور شہر اور ملک کی جماعت ایک مثالی جماعت بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرتے ہوئے جب یہ رحم کے سلوک ہو رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی موسلا دھار بارش بھی انشاء اللہ تعالیٰ، برس رہی ہوگی۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہ میں پیدا ہوئی تھی۔ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُم (آل عمران:104) یاد رکھو، تألیف ایک اعجاز ہے، یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم صفحہ 137، الحکم مؤرخہ 17 اپریل 1900ء صفحہ 9 جلد 4 نمبر 14)

پس یہ معیار ہیں جو ہم نے حاصل کرنے ہیں اور ہمیں ایک شدت کے ساتھ ان معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور جب ہم یہ کریں گے تو ہم حقیقی طور پر جماعت کے ساتھ جُڑے کہلانے والے بنیں گے یا بن سکتے ہیں۔ ہم وہ جماعت بن جائیں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بنانا چاہتے ہیں۔

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں:

"وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا اور تھے تم ایک گڑھے کے کنارے پر سو اُس سے تم کو خلاصی بخشی یعنی خلاصی کا سامان عطا فرمایا"۔ (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 601 حاشیہ درحاشیہ نمبر 3)

یہ آپ نے فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر لفظ اپنے اندر ایک معنی رکھتا ہے۔ خلاصی کا سامان ایک تو چودہ سو سال پہلے ہوا تھا جب آگ سے بچ کر لوگ جنتوں کے وارث بن گئے تھے۔ یہ خلاصی ایسی تھی کہ اس نے صرف بچایا ہی نہیں بلکہ انعاموں کا وارث بھی بنا دیا۔ اور اب خلاصی کا یہ سامان اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرما کر فرمایا ہے۔ آپ نے محبت اور بھائی چارے کے صحیح اسلوب ہمیں سکھلائے ہیں۔ آپ نے گناہوں سے بچنے اور آگ سے بچنے کے طریق ہمیں سکھائے ہیں۔ آپ نے بندے کے حقوق دلوا کر مظلوموں کو ظالموں سے نجات دلوائی ہے اور ظالموں کو اُن کے ظلموں سے بچا کر خلاصی دلوائی ہے۔ پس آج ہم بھی اسی صورت میں خلاصی پا سکتے ہیں جب اس سامان سے حقیقت میں فائدہ اُٹھانے والے ہوں گے۔ ورنہ وہی بات ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جیسے باقی مسلمان ہیں ویسے تم ہو کیونکہ نماز، روزہ، زکوۃ، حج، اس کے تو وہ بھی قائل ہیں اور تم بھی قائل ہو۔ وہ بھی ان فرائض کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تم بھی ان فرائض کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا فرقوں میں بٹ کر اُن کی حالت قُلُوْبُھُمْ شَتّٰی (الحشر:15) والی ہو چکی ہے، یعنی اُن کے دل پھٹے ہوئے ہیں اور ایسے لوگوں کے بارے میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْھُمْ فِیْ شَیْءٍ۔ اِنَّمَآ اَمْرُھُمْ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ یُنَبِّئُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ (الانعام: 160) یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ در گروہ ہو گئے، تیرا اُن سے کچھ بھی تعلق نہیں اُن کا معاملہ خدا ہی کے ہاتھ میں ہے پھر وہ اُن کو اُس کی خبر دے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔

پس آپس کی چپقلشوں اور رنجشوں کو کوئی معمولی بات یا ذاتی معاملہ نہیں سمجھنا چاہئے۔ یہی بڑھتے بڑھتے خاندانی اور پھر بعض دفعہ جماعتی جھگڑوں میں بدل جاتے ہیں کہ فلاں عہدیدار کا فلاں رشتہ دار ہے اور اُس نے فلاں موقع پر اُس کی مدد کی تھی۔ اور پھر بدظنیوں کا یہ لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور پھر ایسے لوگ جماعتی نظام سے بھی بدظنی کرنے لگ جاتے ہیں۔ اپنے دلوں میں کدورتیں بھرتے چلے جاتے ہیں۔ اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ جماعت سے بھی دُور ہٹ جاتے ہیں۔

پس قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ جب مختلف پیرایوں میں مختلف لوگوں اور قوموں کی مثالیں دے کر بیان فرماتا ہے وہ اس لئے کہ حقیقی مومن اُن سے سبق حاصل کریں، اپنی اصلاح کی کوشش کریں اور جس ہدایت پر قائم ہو چکے ہیں اُس کے راستے اپنے پر بند کرنے کی بجائے مزید کھولیں اور اُن انعامات سے فیض پائیں جو اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جماعت سے وابستہ کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُم۔ پس اُس نے تمہارے دلوں کو باندھ دیا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک احسان ہے جو اُس نے اپنے فضل سے کیا ہے اور یہ فضل ایک مومن سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ آپس میں بھی اس احسان کے بدلے ایک دوسرے کے ساتھ پیار اور محبت میں بڑھیں، ایک دوسرے کے لئے خالص ہمدردی کے جذبات پیدا کریں، تبھی حقیقی مومن کہلائیں گے، تبھی اللہ تعالیٰ کے حقیقی شکر گزار کہلائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نصیحت فرماتے ہوئے ایک موقع پر فرماتے ہیں:

"صلاح، تقویٰ، نیک بختی اور اخلاقی حالت کو درست کرنا چاہئے۔ مجھے اپنی جماعت کا یہ بڑا غم ہے کہ ابھی تک یہ لوگ آپس میں ذراسی بات سے چڑ جاتے ہیں۔ عام مجلس میں کسی کو احمق کہہ دینا بھی بڑی غلطی ہے۔ اگر اپنے کسی بھائی کی غلطی دیکھو تو اس کے لیے دعا کرو کہ خدا اُسے بچالے۔ یہ نہیں کہ منادی کرو۔ جب کسی کا بیٹا بدچلن ہو تو اس کو سر دست کوئی ضائع نہیں کرتا بلکہ اندر ایک گوشہ میں سمجھاتا ہے کہ یہ بُرا کام ہے اس سے باز آجا۔ پس جیسے رِفق، حلم اور ملائمت سے اپنی اولاد سے معاملہ کرتے ہو ویسے ہی آپس میں بھائیوں سے کرو"۔ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 368-369۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اور خاص طور پر عہدیداروں کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ باقی نہ رکھیں، عمومی طور پر بھی میں کہہ رہا ہوں۔

فرمایا: ’’جس کے اخلاق اچھے نہیں ہیں مجھے اس کے ایمان کا خطرہ ہے کیونکہ اس میں تکبّر کی ایک جڑ ہے۔ اگر خدا راضی نہ ہو تو گویا یہ برباد ہو گیا۔ پس جب اس کی اپنی اخلاقی حالت کا یہ حال ہے تو اسے دوسرے کو کہنے کا کیا حق ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (البقرة: 45) کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو جبکہ تم کتاب بھی پڑھتے ہو، آخر تم عقل کیوں نہیں کرتے؟

اس کا یہی مطلب ہے کہ اپنے نفس کو فراموش کر کے دوسرے کے عیوب کو نہ دیکھتا رہے بلکہ چاہئے کہ اپنے عیوب کو دیکھے‘‘۔ (اب یہ ایک بہت بڑی بات ہے اگر خود انسان اپنا جائزہ لینا شروع کر دے تو بہت سارے مسائل اور فساد ختم ہو جاتے ہیں) ’’چاہئے کہ اپنے عیوب کو دیکھے چونکہ خود تو وہ پابند ان امور کا نہیں ہوتا اس لیے آخر کار لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ (الصف: 3) کا مصداق ہو جاتا ہے‘‘ (یعنی تم کیوں وہ کہتے ہو جو کرتے نہیں)۔ فرمایا ’’اخلاص اور محبت سے کسی کو نصیحت کرنی بہت مشکل ہے۔ بعض وقت نصیحت کرنے میں بھی ایک پوشیدہ بُغض اور کِبر ملا ہؤا ہوتا ہے۔ اگر خالص محبت سے وہ نصیحت کرتے ہوتے تو خدا تعالیٰ اُن کو اس آیت کے نیچے نہ لاتا۔ بڑا سعید وہ ہے جو اوّل اپنے عیوب کو دیکھے۔ ان کا پتہ اس وقت لگتا ہے جب ہمیشہ امتحان لیتا رہے‘‘۔ پس ہمیشہ اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے بجائے دوسروں کی غلطیوں کے دیکھنے کے ’’یاد رکھو کہ کوئی پاک نہیں ہو سکتا جب تک خدا اُسے پاک نہ کرے۔ جب تک دعا نہ کرے کہ مر جاوے، اس حد تک دعا کرے تب تک سچّا تقویٰ حاصل نہیں ہوتا‘‘۔ فرمایا ’’اس کے لئے دعا سے فضل طلب کرنا چاہئے‘‘۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 369۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ وہ سوچ ہے جس سے تقویٰ کی تلاش کی ضرورت ہے۔ آپس میں محبت اور پیار اور بھائی چارہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ خلافت سے سچی وابستگی کی ضرورت ہے۔ نظامِ جماعت کے ساتھ بے لوث تعلق کی ضرورت ہے۔ اللہ کرے کہ ہم ان معیاروں کو حاصل کرنے والے بن جائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں اور ایک ہو کر اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے کوشاں ہوں۔ اب وقت تیزی سے قریب آ رہا ہے کہ مغربی ممالک میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ اسلام اور احمدیت کے پھیلنے کے دن ہیں، اور اس ملک میں انشاء اللہ تعالیٰ اسلام نے بڑی تیزی سے پھیلنا ہے، خاص طور پر جرمنی والوں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ لیکن اس کے لئے ہمیں اپنے اعلیٰ ترین معیار قائم کرنے ہوں گے تا کہ آنے والوں کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس انقلاب کو دیکھنے اور اس میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب دعا ہو گی، دعا میں شہدائے احمدیت کے خاندانوں کو یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مشکلات کو دور فرمائے۔ اسیران کو یاد رکھیں اللہ تعالیٰ اُن کی مشکلات کو دور فرمائے۔ جماعت کی کسی بھی رنگ میں خدمت کرنے والوں کو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو نیک نیتی سے تقویٰ پر چلتے ہوئے خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنے لئے اور اپنی نسلوں کے لئے بہت دعائیں کریں کہ ہمیشہ جماعت کی برکات سے فیض پانے والے بنے رہیں۔ خلافتِ احمدیہ سے جُڑے رہنے کے لئے دعائیں کریں۔ دنیا کے لئے دعائیں کریں کہ جس تباہی کی طرف وہ تیزی سے جا رہی ہے اُس سے وہ بچ جائے۔ اب پتہ نہیں یہ انقلاب جو دنیا میں آنا ہے کسی تباہی کے بعد آنا ہے یا اُس سے پہلے اللہ تعالیٰ اِن کو بچا لے اور اُس طرف توجہ پیدا کر دے۔ بہر حال بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ عالمِ اسلام کے لئے دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی عقل دے اور وہ زمانے کے امام کو مان لیں۔

(اس کے بعد حضور نے ہاتھ اٹھا کر دعا کروائی)۔

☆......☆......☆

بقیہ...... اعتکاف ......از صفحہ نمبر 4

از صفحہ نمبر 4

کے لئے۔ تو یہ جو عام طور پر اعتکاف کا دستور ہے اس میں ہم نے کبھی نہیں سنا کہ کوئی ایک حجرے میں بیٹھا ہوا کسی دوسرے کو سنانے کے لئے قرآن پڑھتا ہے۔ یہ کوئی قرآن کلاس تو نہیں لگی ہوئی مگر دوسرا پہلو درست ہے کہ اگر اونچی آواز سے تلاوت کرے گا تو وہ دوسرے کی تلاوت میں مخل ہو گا اور یہ خدا سے راز و نیاز کی راتیں ہیں ان میں کسی کو یہ حق نہیں کہ چاہے قرآن کی تلاوت ہی کے ذریعے مگر کسی کے جو راز و نیاز کے لمحے ہیں ان میں وہ مخل ہو جائے۔

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو اپنے خیمے سے نکل کر یہ بات فرمائی تو دو باتیں قطعی ہیں۔ ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی قراءت کی آواز دوسرے خیموں کو نہیں پہنچتی تھی۔ اگر پہنچتی تو آپ یہ نصیحت فرما ہی نہیں سکتے تھے۔ تو قرآن کی قراءت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو محبت ہو سکتی ہے؟ آپ کی قراءت کی آواز تو خیمے کے دائرے میں ہی رہے اور کسی دوسرے خیمے میں دخل نہ دے لیکن دوسروں کی آوازیں دخل دیں یہ تب ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے تک بھی وہ آواز پہنچتی ہو۔ پس آپ نے سنا اور ناپسند فرمایا اور باقیوں کے لئے بھی اس حوالے سے ایک حفاظت کا سامان فرما دیا کہ ہر ایک کا یہ حق ہے کہ اللہ کے راز و نیاز کے معاملہ میں وہ الگ اور مخفی رہے اور کوئی دوسرا اس کی عبادت میں مُخل نہ ہو۔

اب یہ بات ہمارے معتکفین کو پیش نظر رکھنی چاہئے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنی عبادت کے وقت، گریہ وزاری کے وقت یا تلاوت کے وقت یہ باتیں بھول جاتے ہیں اور اس کے نتیجے میں ہمیشہ شکایت پیدا ہوتی رہتی ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ 8 جنوری 1999ء۔ الفضل انٹرنیشنل 26/فروری 1999ء)

....

اعتکاف میں اپنی حالت سنوار کر رکھنی چاہئے

......حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’حضرت عائشہؓ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف فرماتے تو آپ سر میرے قریب کر دیتے تو میں آپ کو کنگھی کر دیتی اور آپؐ گھر صرف حوائج ضروریہ کے لئے آتے۔ (ابوداؤد کتاب الصّیام)

تو بعض لوگ اتنے سخت ہوتے ہیں کہ ان کا خیال ہے کہ اعتکاف میں اگر عورت کا، بیوی کا ہاتھ بھی لگ جائے تو پتہ نہیں کتنا بڑا گناہ ہو جائے گا۔ اور دوسرے یہ کہ حالت ایسی بنا لی جائے، ایسا بگڑا ہؤا حلیہ ہو کہ چہرے پر جب تک سنجیدگی طاری نہ ہو، حالت بھی بُری نہ ہو اس وقت تک لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ دوسروں کو پتہ نہیں لگ سکتا کہ یہ آدمی عبادت کر رہا ہے۔ تو یہ غلط طریق کار ہے۔ تو یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ اعتکاف میں اپنی حالت بھی سنوار کے رکھنی چاہئے اور تیار ہو کے رہنا چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 29 اکتوبر 2004ء)

....

معتکف کو دعا کی درخواست

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’معتکفین کی عبادت اور ان کی دعاؤں میں خلل انداز ہونا ثواب کا کام نہیں اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ اگر ضروری طور پر دعا کی درخواست کرنا ہی ہے تو اجتماعی طور پر دعا کی درخواست کر دی جائے یا اعتکاف بیٹھنے سے پہلے دعا کی درخواست کر دی جائے یا اس کام کے لئے کوئی ایسا وقت تلاش کیا جائے جس میں ان کی عبادت اور دعا میں خلل واقع نہ ہو۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 جنوری 1966ء۔ خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 96)

☆......☆......☆

بقیہ: خلافتِ حقّہ ......از صفحہ نمبر 12

از صفحہ نمبر 12

لئے دلسوزی اور بنی نوع انسان کی خیر خواہی کے لئے ایک گدازش...... جذب اور عقد ہمت ایک انسان کو اس وقت دیا جاتا ہے جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آ جاتا ہے اور ظلّ اللہ بنتا ہے۔ پھر وہ مخلوق کی ہمدردی اور بہتری کے لئے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ میں کُل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے اس لئے آپؐ مخلوق کی تکلیف دیکھ نہیں سکتے تھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ یعنی یہ رسول تمہاری تکالیف کو دیکھ نہیں سکتا۔ وہ اس پر سخت گران ہے اور اُسے ہر وقت اس بات کی تڑپ لگی رہتی ہے کہ تم کو بڑے بڑے منافع پہنچیں‘‘۔

(الحکم جلد 6 نمبر 26 صفحہ 6 مورخہ 24 جولائی 1902ء)

......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: صَلِّ عَلَيْهِمْ۔ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (التوبة: 103) اُن کے لئے دعائیں بھی کرتا رہ۔ کیونکہ تیری دعا ان کی تسکین کا موجب ہے۔ اور اللہ تیری دعاؤں کو بہت سننے والا اور حالات کو جاننے والا ہے۔

....

احادیث نبویہؐ اور تاریخ و سیرت کی کتب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بنی نوع سے ہمدردی اور خیر خواہی میں سخت محنت اور جانفشانی کے بے شمار واقعات موجود ہیں۔ اسی طرح لاتعداد ایسے واقعات بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح آپ کی متضرعانہ دعاؤں سے حیرت انگیز پاک تبدیلیاں ظہور میں آئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی مومنین کو دعاؤں سے نوازتے تھے اور صحابہ وصحابیات بھی آپ سے اپنے معاملات میں دعا کے طالب ہؤا کرتے تھے۔ آپؐ کی دعائیں حسب ارشاد باری تعالیٰ ان کے لئے تسکین قلب اور راحت جان کا موجب ہؤا کرتی تھیں۔ ان کے نتیجہ میں ان کو جسمانی و روحانی بیماریوں سے شفا ملتی تھی۔ ان کی مشکلات اور پریشانیوں کا ازالہ ہوتا تھا۔ ان کے اموال ونفوس میں برکت عطا ہوتی تھی۔ ان کا دین بھی سنورتا تھا اور دنیا بھی سنورتی تھی۔

الغرض یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ خدا تعالیٰ کے مامورین اور اس کے مقرر فرمودہ خلفاء کی دعائیں تطہیر اور تزکیہ کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہوتی ہیں۔

مامور کی دعائیں تطہیر کا بہت بڑا ذریعہ ہوتی ہیں

......حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’دیکھو جو شخص مسموم ہے کیا وہ اپنا علاج آپ کر سکتا ہے؟ اس کا علاج تو دوسرا ہی کرے گا۔ ...... مامور کی دعائیں تطہیر کا بہت بڑا ذریعہ ہوتی ہیں...... بیمار اور مجحوب اپنی دستگیری آپ نہیں کر سکتا......ضرور ہے کہ انسان پہلے حالت بیماری کو محسوس کرے اور پھر طبیب کو شناخت کرے۔ سعید وہی ہے جو اپنے مرض اور طبیب کو شناخت کرتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم۔ صفحہ 100۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

....

دراصل خدا تعالیٰ جنہیں منصب نبوّت وخلافت پر فائز فرماتا ہے وہ اپنے زمانہ میں، اپنے دَور میں سب سے زیادہ متقی وراستباز اور خدا تعالیٰ کے سب سے زیادہ مقرب وجود ہوتے ہیں۔ وہ اپنے عہد میں اپنے تعلق باللہ میں سب سے فائق ہونے کی وجہ سے اس مقام پر ہوتے ہیں کہ ان کی دعاؤں کو خاص طور پر شرف قبولیت عطا کیا جاتا ہے۔ اور جب وہ منصب نبوّت یا منصب خلافت پر متمکن کئے جاتے ہیں تو چونکہ ان کے ذمہ دوسروں کی تربیت واصلاح اور تزکیہ کا کام ہوتا ہے اس لئے ان کی دعاؤں کی مقبولیت کو اَور بھی بڑھایا جاتا ہے۔ اور دنیا دیکھتی ہے کہ ان کے نور اور حسن میں ایک غیر معمولی چمک پیدا ہو گئی ہے اور ان کے فیوض و برکات کی کثرت اور دعاؤں کی غیر معمولی اور بکثرت قبولیت سے حیرت انگیز اعجازی نشانات ظاہر ہوتے ہیں۔

....

عام آدمی کی دعا اور امام کی دعا میں فرق

......حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر اسی حقیقت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’یہ بھی یاد رکھو کہ میری اور تمہاری دعاؤں میں فرق ہے۔ جیسے ایک ضلع کے افسر کی رپورٹ کا اَور اثر ہوتا ہے لفٹننٹ گورنر کا اَور۔ اور وائسرائے کا اَور۔ اسی طرح پر **اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دُعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔** تم میرے لئے دعا کرو کہ مجھے تمہارے لئے زیادہ دُعا کی توفیق ملے۔ اور اللہ تعالیٰ ہماری ہر قسم کی سستی دُور کر کے چُستی پیدا کرے۔ **مَیں جو دُعا کروں گا وہ انشاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دُعا سے زیادہ طاقت رکھے گی۔**‘‘

(منصب خلافت۔ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 49)

.................(باقی آئندہ)

.........☆......☆......☆.........

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2015ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر171)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ اپریل اور مئی 2015ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ وامان میں رکھے اور شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

لاہور میں احمدیوں کی مخالفت

رحمان پورہ: یہاں کے ایک احمدی عارف چغتائی کے ایک غیر احمدی دوست نے انہیں بتایا کہ آٹھ اہلحدیث ملاؤں نے گورنمنٹ کے ایک سکول 'عثمانیہ ہائی سکول' کا دورہ کیا اور وہاں پڑھنے والے طلباء سے اپنے احمدی واقفوں کے نمبر مانگے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ لوگ وزیر اعلیٰ کی ہدایات کے تابع ان احمدیوں کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر سمن آباد کے رہائشی احمدیوں نے اپنی حفاظت کے لئے مزید احتیاط سے کام لینا شروع کردیا ہے۔

اقبال ٹاؤن، 19 مئی 2015ء: یہاں کی لوکل جماعت میں احمدی مستورات کی تنظیم لجنہ اماء اللہ کی صدر محمودہ بشارت کرائے کے مکان میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کے گھر 19 مئی کے روز چھ نامعلوم افراد ایک پولیس کانسٹیبل کے ہمراہ آئے اور انہوں نے زبردستی گھر میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ یہ لوگ ان کے گھر کا جائزہ لینا چاہتے تھے۔

محمودہ بشارت نے اس پر اپنے مالک مکان سے فون پر بات کی اور اسے ان لوگوں کو مکان میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے کہا۔ مالک مکان نے ان سے فون پر بات کی تو انہوں نے کہا کہ انہیں کسی ناصر نامی شخص نے اس اپارٹمنٹ کی تلاشی لینے کے لئے بھیجا ہے۔ مکان مالک نے کہا کہ وہ کسی ناصر نامی شخص کو نہیں جانتا نیز یہ کہ اس نے کسی کو اپنے مکان کی تلاشی لینے کے لئے نہیں کہا۔ اس کے علاوہ اس نے ان لوگوں کو یہاں سے چلے جانے کا کہا۔

کچھ دیر تک اس نے کچھ لوگوں کو بھی یہ دیکھنے کے لئے بھجوایا کہ کون لوگ اس مکان میں داخل ہونا چاہتے ہیں لیکن اس وقت تک وہ لوگ جاچکے تھے۔

محمودہ بشارت اس واقعہ سے کافی پریشان ہیں کیونکہ وہ لوگ ان کی رہائشگاہ میں کیوں داخل ہونا چاہتے تھے، یہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

دہلی گیٹ لاہور؛ مئی 2015ء: ڈاکٹر فضل الرحمن ایک احمدی ہیں اور لاہور میں قائم شدہ طارق ہسپتال میں گزشتہ سترہ سال سے میڈیکل پریکٹس کر رہے ہیں۔ چند روز قبل پندرہ کے قریب ملاں ہسپتال کے مالک ڈاکٹر طارق سے ملے اور ان سے کہا کہ آپ کے ہسپتال میں کام کرنے والے احمدی ڈاکٹر فضل الرحمٰن لوگوں کو احمدی کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اسی مقصد سے انہوں نے لوگوں میں اپنا لٹریچر بھی تقسیم کیا ہے۔ انہوں نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن کو فوری طور پر اس ہسپتال سے فارغ کیا جائے۔

اس پر ڈاکٹر طارق نے مصلحت سے کام لیتے ہوئے ملاؤں سے کہا کہ وہ اس معاملہ کا از خود نوٹس لیں گے۔

بعد ازاں ڈاکٹر طارق نے ڈاکٹر فضل الرحمٰن سے کہا کہ 'مجھے معلوم ہے کہ آپ ایسی کوئی غلطی نہیں کریں گے لیکن پھر بھی آپ کو معلوم ہے کہ ملاں بہت خطرناک بھی ہوسکتا ہے، یہ لوگ کسی بھی وقت کسی ہجوم کو اکٹھا کر کے ہسپتال لا سکتے ہیں۔ اور اگر ملاں نے ایسا کیا تو ہسپتال کی بدنامی ہوگی۔ مجھے بتائیں کہ اس صورت حال میں کیا کیا جائے؟'

اس پر احمدی ڈاکٹر نے کہا کہ جیسا آپ مناسب سمجھتے ہیں ویسا کر لیں۔

ابھی تک یہ ڈاکٹر اسی ہسپتال میں کام کر رہے ہیں، لیکن اپنی حفاظت کے لئے احتیاطی پہلو اختیار کئے ہوئے ہیں۔

ایک احمدی تاجر کو دھمکیاں

قیام پور ورکاں، ضلع گوجرانوالہ؛ 16 مئی 2015ء: یہاں پر بسنے والے احمدیوں کو گزشتہ ایک سال سے مخالفت کی ایک نئی لہر کا سامنا ہے۔ شر پسند عناصر یہاں کے احمدیوں کو مختلف حیلوں بہانوں سے تکالیف پہنچاتے اور انہیں دھمکیاں دیتے پائے گئے ہیں۔

مارچ 2015ء میں یہاں کے ایک احمدی زاہد احمد کی بیٹی قضائے الٰہی سے وفات پاگئیں۔ احمدیوں اور غیر احمدیوں کے مشترکہ قبرستان میں مرحومہ کی تدفین کے معاملہ کو لے کر خواہ مخواہ فساد پیدا کرنے کی کوشش کی جانے لگی۔ متعدد جلسے کیے گئے اور ملاؤں کو باہر سے بلوا کر احمدیوں کے خلاف نفرت انگیز تقاریر کروائی گئیں اور علاقہ کے لوگوں کو احمدیوں سے بائیکاٹ کرنے کا کہا گیا۔

محمد وقاص جو اسی گاؤں میں رہنے والا ایک زمیندار ہے مخالفین کا سرغنہ ہے۔ اس نے احمدیہ مسجد کے رقبہ میں سے دو ایکڑ زمین پر ناجائز قبضہ بھی کر رکھا ہے۔ زاہد احمد جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے قیام پور ورکاں میں ایک چکن شاپ چلاتے ہیں۔ 16 مئی کے روز وقاص نے زاہد سے کہا کہ وہ اپنی دکان بند کردے۔ 'کیونکہ تم مسلمان نہیں ہو اس لئے تمہارے ہاتھ سے ذبح کیا گیا مرغ حلال نہیں ہوسکتا اور تم علاقے کے لوگوں کو حرام گوشت فراہم کر رہے ہو۔' اور دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ 'اگر تم اس دکان کو بند نہیں کروگے تو میں تمہارے خلاف مقدمہ درج کروا دوں گا۔' زاہد احمد نے اس کی باتوں پر کان نہ دھرے۔

اس واقعہ کے بعد مقامی احمدیوں کا ایک وفد وقاص کے والد کے پاس گیا اور انہیں ان کے بیٹے کی احمدیوں کے خلاف مخالفانہ کارروائیوں کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے اسے روکنے کی درخواست کی۔ اس پر انہوں نے اپنے بیٹے سے کئی مرتبہ رابطہ کیا جس نے آئندہ ایسی کسی حرکت کے کرنے سے باز رہنے کا وعدہ کیا۔ اس کے باوجود احمدیوں کو احتیاط کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

(باقی آئندہ)

کونگو کے ریجن کنشاسا میں جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام عطیہ خون کے پروگرام کا کامیاب انعقاد

فرید احمد بھٹی۔ مبلغ سلسلہ کنشاسا

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کنشاسا ریجن کو مورخہ 14 جون 2015ء عطیہ خون کا کامیاب پروگرام منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ پروگرام کے کامیاب انعقاد کے لئے ایک ماہ قبل تیاری شروع کر دی گئی تھی۔ نیز کنشاسا ریجن میں واقع تمام جماعتوں کے صدران کو خطوط ارسال کئے گئے تھے تاکہ پروگرام کے کامیاب انعقاد کے لئے بھرپور تیاری کریں۔

احمدیہ کلینک Masina میں یہ پروگرام رکھا گیا۔ کلینک کے اندرون وبیرون خوبصورت اور جاذب نظر بینرز لگائے گئے جو کہ خدمت انسانیت اور عطیہ خون سے متعلق تھے۔

اس پروگرام کا آغاز ایک افتتاحی تقریب سے کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید اور فرنچ ترجمہ کے بعد نائب امیر کونگو کنشاسا مکرم عمرابدان صاحب نے عطیہ خون کی اہمیت اور ضرورت کے حوالہ سے تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں اس بات کو واضح کیا اسلام ہمیں بلاتفریق رنگ ونسل، مذہب وملت خدمت انسانیت، اخوت اور امن عالم کا درس دیتا ہے اور شدت پسندی اور انتہا پسندی سے منع کرتا ہے۔

عطیہ خون وصول کرنے کے لئے National

نائب امیر کونگو مکرم عمرابدان صاحب افتتاحی تقریر کے دوران

Blood Transfusion Centre کی منتظم ٹیم موقع پر موجود تھی۔ مکرم نائب امیر صاحب کونگو کنشاسا نے سب سے پہلے خون کا عطیہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افتتاحی تقریب میں 100 افراد موجود تھے۔

عطیہ خون کے لیے جماعت احمدیہ

عطیہ خون دینے والے خوش نصیب احباب

Kwango سے بھی افراد جماعت آئے تھے جو کہ کنشاسا شہر سے 187 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ طبی معائنہ کے بعد 10 جماعتوں کے 56 افراد سے عطیہ خون لیا گیا۔ ایک غیر مسلم معروف ٹیلی ویژن کے صحافی پروگرام کی کوریج کے لیے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی عطیہ خون دیا نیز 2 عیسائی احباب نے بھی عطیہ خون دینے کی توفیق پائی۔ ایک عیسائی خاتون نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: گو کہ میں عیسائیت کے ایک فرقہ سے تعلق رکھتی ہوں لیکن میں آپ لوگوں کے خدمت انسانیت سے متعلق کام پر بہت خوش ہوں کہ کس طرح آپ منظم پروگرام منعقد کرکے دکھی انسانیت کی فلاح و بہبود کا کام کر رہے ہیں۔''

الحمد للہ کنشاسا ریجن کے عطیہ خون کے اس پروگرام کو الیکٹرانک وپرنٹ میڈیا نے خصوصی کوریج دی جن میں نیشنل ٹی وی اور مقامی ٹیلی ویژنز بھی شامل ہیں۔ ان ٹیلی ویژنز کے نام درج ذیل ہیں۔

ٹی وی اور ریڈیو B ONE۔ ٹی وی اور ریڈیو RTNC 1۔ ٹی وی اور ریڈیو TELE 7۔RTNC2۔ CMB۔

ان ٹی وی چینلز پر جماعت احمدیہ کی خدمت انسانیت کی اس کاوش کو بہت سراہا گیا۔ اس کے علاوہ اخبارات میں بھی اس پروگرام کے بارہ میں آرٹیکلز اور خبروں کی اشاعت ہوئی۔ ان اخبارات کے اسماء درج ذیل ہیں۔

Le dépêches de Brazzaville۔Le Potentiel۔L'observateur۔Le Maximum۔Agence congolaise de presse۔ Forum Des As۔L'avenir Le phare۔

اسی طرح اس پروگرام کے بارہ میں 20 سے زائد ویب سائٹس پر بھی آرٹیکلز اور خبریں شائع ہوئی ہیں۔

اللہ کے فضل وکرم سے اس پروگرام کے ذریعہ سے جماعت احمدیہ کا امن وسلامتی پر مبنی پیغام ایک محتاط اندازے کے مطابق قریباً 2 ملین افراد تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ عطیہ خون دینے والے احباب کے ایمان واخلاص میں ترقی دے اور غیروں پر بھی اس پروگرام کے مثبت اثرات مرتب ہوں۔ آمین

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم مسعود احمد خورشید صاحب سنوری

روزنامہ الفضل ربوہ 4/اپریل 2011ء میں مکرمہ حامدہ سنوری فاروقی صاحبہ نے اپنے والد محترم مسعود احمد خورشید صاحب کا تفصیل سے ذکرخیر کیا ہے۔

محترم مسعود احمد خورشید صاحب 18/اپریل 1923ء کو سنور ریاست پٹیالہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤاجداد عرب سے ہجرت کرکے حصار ضلع رہتک نزد دہلی آئے اور پھر وہاں سے ہجرت کر کے سنور ریاست پٹیالہ میں آباد ہوئے۔ آپ کے والد حضرت مولوی قدرت اللہ صاحبؓ سنوری نے پہلے خط کے ذریعہ اور پھر 1898ء میں سولہ سال کی عمر میں حضرت مسیح موعودؑ کی دستی بیعت کی تھی۔ پھران کی تبلیغ کے نتیجہ میں ان کے والد حضرت مولوی محمد موسیٰ صاحبؓ اور دادا حضرت مولوی محمد عیسیٰ صاحبؓ نے بھی بیعت کی توفیق پائی۔ ان کی دادی حضرت کرم النساء صاحبہؓ اور والدہ حضرت رحیمن بی بی صاحبہؓ بھی صحابیات میں شامل تھیں۔ نانا حضرت چوہدری کریم بخش صاحبؓ اوّلین صحابہ میں سے تھے (وصیت نمبر 19) اور نانی حضرت جیون صاحبہؓ بھی بہت بزرگ صحابیات میں شامل تھیں۔ سوائے پردادا کے باقی تمام مذکورہ بالا بزرگان موصی تھے اور بہشتی مقبرہ قادیان و ربوہ میں مدفون ہیں۔

حضرت مولوی قدرت اللہ صاحبؓ سنوری کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ وہ اپنی بیوی رحیمن بی بی صاحبہؓ کو ان کے والد کے ہمراہ قادیان لے گئے اور ایک خط حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں اپنی بیوی کے ہاتھ بھجوا دیا جس میں دوسری شادی کی اجازت مانگی۔ خط ملاحظہ فرمانے کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''ہم دعا کریں گے''۔ پھر فرمایا: ان کو میری طرف سے خط لکھ دو: ''اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمہاری اس قدر اولاد ہوگی کہ تم سنبھال نہیں سکو گے''۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مولوی قدرت اللہ صاحبؓ سنوری کو اِسی بیوی کے بطن سے 14 بچے عطا فرمائے۔ پہلا بیٹا 1908ء میں اور سب سے چھوٹی بیٹی 1935ء میں پیدا ہوئی۔ حضورؑ کے فرمان کے مطابق 5 بچوں کو وہ سنبھال نہ سکے اور وہ بچپن میں وفات پا گئے۔ باقی 9 بچوں نے لمبی عمر پائی اور صاحب اولاد ہوئے۔ مسعود خورشید صاحب معجزانہ طور پر پیدا ہونے والے چودہ بچوں میں سے آٹھویں نمبر پر تھے۔ آپ کی پیدائش سے قبل آپ کے والدین اور حضرت مولوی عبداللہ سنوریؓ صاحب کو رؤیا میں ایک عالی دماغ لڑکے کی بشارت دی گئی تھی۔ اور سنور کی ایک بزرگ خاتون نے اپنی ایک خواب سنائی کہ قدرت اللہ کے گھر پر انہوں نے سورج چمکتا دیکھا ہے۔ غالباً اسی لئے آپ نے اپنا تخلّص خورشید رکھ لیا تھا۔ جبکہ نام 'مسعود احمد' حضرت مصلح موعودؓ نے عطا فرمایا تھا۔ ایک دوسرے خط میں حضورؓ نے 'رحمت اللہ' کا نام بھی عطا فرمایا تھا۔ اسی لئے بعد میں آپ نے اپنی اکثر رہائشی اور کاروباری عمارتوں نیز خودنوشت کتاب کا نام بھی ''نشانِ رحمت'' رکھا۔ آپ کی والدہ رحیمن بی بی صاحبہ نے (جنہیں دومرتبہ اللہ تعالیٰ کا نور دیکھنے اور 11 مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیا میں زیارت کا شرف حاصل ہوا) خواب میں دیکھا کہ ان کے پیروں میں جھانجھریں بندھی ہیں اور گھنگھرو زور سے چھنک رہے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس خواب کی تعبیر یہ کی کہ '' آپ کی اولاد تمام دنیا میں پھیل جائے گی''۔

1935ء میں حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوریؓ کو حضرت مصلح موعودؓ نے سندھ کی زمینوں پر بطور مینیجر جانے کا ارشاد فرمایا۔ اُس وقت بڑے بیٹے نے میٹرک کا امتحان دیا تھا، باقی بچے چھوٹے تھے۔ اس لئے اُن کی اہلیہ صاحبہ نے پریشان ہوکر حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں خط لکھوا دیا کہ مولوی صاحب کو واپس بلا دیں۔ حضورؓ نے تو اجازت دیدی مگر مولوی صاحب نے رو رو کر دعائیں کیں اور حضورؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ لِلّٰہ میرے بیوی بچوں کے لئے دعائے خاص فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو مضبوط کردے اور وہ مجھے واپس نہ بلاویں بلکہ اللہ تعالیٰ کو بلاویں......

مکرم مسعود احمد خورشید صاحب آٹھویں جماعت سنور میں پاس کرنے کے بعد اپریل 1937ء میں قادیان میں اپنی پھوپھی اختر النساء صاحبہ اہلیہ حضرت منشی نور محمد صاحبؓ کے پاس آگئے۔ یہ دونوں نہایت صالح بزرگ تھے۔ انہوں نے آپ کو قرآن کریم پڑھایا اور دینی تعلیم دی۔ پھر تعلیم الاسلام ہائی سکول سے آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ جس کے بعد جولائی 1939ء سے تقریباً ڈیڑھ سال تک حضرت مصلح موعودؓ کی زیرنگرانی M N SYNDICATE کے دفتر میں پہلے آفس کلرک اور پھر اکاؤنٹنٹ کی تربیت حاصل کرتے رہے۔ جس کے بعد حضورؓ نے منور آباد اسٹیٹ سندھ میں اکاؤنٹنٹ کی خدمت سپرد کردی۔ ایک سال وہاں کام کیا لیکن سندھ کی آب و ہوا موافق نہ ہونے پر حضورؓ کی اجازت سے کوئٹہ چلے گئے اور نوک کنڈی میں حضورؓ کی قائم کردہ یونیورسل ٹریڈنگ کمپنی میں کچھ عرصہ مدد کرواتے رہے۔

5 فروری 1942ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے مسجد مبارک قادیان میں آپ کا نکاح ناصرہ بیگم صاحبہ بنت بابو عبدالغفور مرحوم سے پڑھایا۔ ناصرہ بیگم صاحبہ کے والدین وفات پاچکے تھے۔ جب نکاح فارم حضورؓ کی خدمت میں پیش ہوئے تو حضورؓ نے فرمایا: ''قوم کے یتیم بچے قوم کی امانت ہوتے ہیں اور میں بحیثیت خلیفہ اس بات کا حقدار ہوں کہ اپنی ولایت میں نکاح کا اعلان کروں''۔ بعدازاں حضورؓ نے بچی کو رخصتانہ کے موقع پر بھی اپنی دعاؤں سے رخصت فرمایا۔ خدا کے فضل سے یہ رشتہ نہایت کامیاب اور باہمی احترام کا نمونہ بنا رہا۔

مسعود خورشید صاحب نے کوئٹہ سے ادیب عالم کا امتحان 1943ء میں فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا اور پھر 1945ء میں ادیب فاضل کا امتحان سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا۔ کچھ عرصہ Arsenal میں اکاؤنٹنٹ متعین رہے۔ اس دوران بی اے کا کورس مکمل کیا مگر جنگ عظیم کی وجہ سے امتحان نہ دے سکے۔ 1950ء میں لاہور آ کر ''ایران ٹریڈ سنٹر'' کے نام سے دکان شروع کی۔ خدا تعالیٰ نے کاروبار میں اتنی ترقی عطا فرمائی کہ تجارتی مال کے گودام شہر بھر میں 11 مختلف جگہوں پر قائم کئے۔ فارسی زبان کی تعلیم حاصل کرنے کا فائدہ خط و کتابت میں بہت رہا۔ کاروبار میں تیسرے حصہ کی شراکت مل گئی۔ کار بھی خرید لی جس میں حضرت مصلح موعودؓ نے بھی ازراہ شفقت کئی مرتبہ سفر فرمایا۔ 1954ء میں ربوہ میں دو کنال زمین خرید کر چھ کمروں کا وسیع مکان بنوایا جس میں اپنے خاندان کی مختلف فیملیاں آکر قیام کرتیں۔

والدین کی خدمت کا ایسا جذبہ تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا 11/اکتوبر 1904ء کا الہام کہ ''قدرت اللہ کی بیوی روپوں کی ڈھیری پیش کرتی ہے جس میں ایک لکڑی بھی ہے'' (تذکرہ۔ ایڈیشن پنجم صفحہ 484) کو پورا کرنے کے لئے آپ نے دوہزار روپیہ کی تھیلی اپنی والدہ صاحبہ کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں پیش کی۔ پھر اپنے خرچ پر والدین کو 1958ء میں حج کروایا اور کراچی میں ناظم آباد اور گولیمار میں مساجد کے لئے زمین خرید کر والدین کے نام سے وقف کر دی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے 25 سیٹ خرید کئے۔ ہر چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنے والد کے مشرقی پاکستان جماعتی دورہ پر جانے کے تمام اخراجات برداشت کئے۔ محترم مسعود خورشید صاحب کو 1960ء اور 1961ء میں حج بیت اللہ کی دو بار سعادت ملی۔ بعد میں حج کے موضوع پر ایک کتابچہ تحریر کرکے شائع کیا۔

31 دسمبر 1969ء کو محترم مسعود صاحب ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر ٹرین سے گرکر شدید زخمی ہوگئے۔ حالت نازک تھی۔ لاہور لے جانا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اطلاع ملنے پر اُسی وقت فضل عمر ہسپتال تشریف لائے اور آپ سے فرمایا کہ '' آپ خدا تعالیٰ کے لئے ربوہ آئے تھے۔ خدا تعالیٰ شفا بخشے گا اور آپ اپنے پاؤں سے چل کر آئیں گے''۔ حضورؒ نے وہاں اجتماعی دعا کروائی اور علاج کے متعلق ہدایات عطا فرمائیں۔ حضورؒ کی دعاؤں کی قبولیت کا معجزہ تھا بعد میں 41 سال تک (ایک پاؤں اس حادثہ میں ضائع ہونے کے باوجود) محترم مسعود صاحب ہر جلسہ سالانہ میں آکر شامل ہوئے۔ پھر لنڈن میں اور امریکہ، کینیڈا، قادیان میں جلسوں میں شریک ہوئے۔ جلسہ سالانہ قادیان 1980ء میں تقریر کی سعادت بھی پائی۔

حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحبؓ نے اپنے والد صاحبؓ کے بارہ میں لکھا ہے کہ بیعت کرنے کے بعد اُن کی دعاؤں اور عبادات کا رنگ بالکل بدل گیا تھا۔ اس سوز اور رقت کے ساتھ دعائیں کرتے تھے کہ لوگ سن کر خیال کرتے کہ ان کا ایک ہی بیٹا تھا شاید وہ فوت ہوگیا۔ 1904ء میں انہیں طاعون ہوئی۔ اس حالت میں انہوں نے بتایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے کہ تم قدرت اللہ کے دو بیٹے دیکھ کر وفات پاؤ گے۔ چنانچہ جب 1923ء میں مسعود احمد پیدا ہوا اور 1925ء میں داؤد احمد پیدا ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ دو لڑکے ہیں جنہیں میں نے چلتے پھرتے دیکھا تھا۔ چنانچہ 1937ء میں وہ سنور میں فوت ہوئے اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔

محترم مسعود احمد خورشید صاحب 1956ء میں کراچی منتقل ہوئے۔ مجالس شوریٰ میں نمائندہ کے طور پر سالہاسال شامل ہوتے رہے۔ جماعت احمدیہ کراچی کے سیکرٹری خدمت خلق بھی رہے۔ جماعت کے بہت سے لوگوں کو ابتدائی تربیت اپنے دفتر میں دے کر ملازمتیں دلوائیں۔ کاروبار شروع کرنے میں مدد دی۔ غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کو تمام عمر وظائف دیتے رہے۔ اکثر مبلغین اور احمدی حجاج کرام آپ کے ہاں قیام بھی کرتے اور سفر کی تیاری بھی کرتے۔ آپ کا گھر لمبا عرصہ مرکز نماز کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ حضرت مصلح موعودؓ کے پاکیزہ فقرے ہمیشہ نمایاں لکھ کر اپنے سامنے رکھتے: ''خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ: ہم قدم قدم پر خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں اور اس کی رضا کی جستجو کرتے ہیں''۔

خلیفۂ وقت ہجرت کر کے لندن تشریف لے گئے تو ہر سال جلسہ سالانہ میں شامل ہوتے رہے۔ 1991ء سے مستقل رہائش امریکہ میں اختیار کر لی۔ جہاں بھی رہے اپنے گھر کو مرکز نماز کے طور پر پیش کیا۔ نماز باجماعت کی بے انتہا پابندی کرتے۔ تبلیغ اور تعلیم و تربیت میں مساعی ساری عمر کرتے رہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب اور تفسیر کبیر کا باقاعدہ مطالعہ کرتے اور اپنے نکات درج کرتے۔ قرآن کریم سے بہت محبت تھی۔ نوافل میں بہت وقت صرف کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق تھا اور درثمین فارسی کے نعتیہ اشعار اکثر پڑھتے رہتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر اپنا ایک مضمون (جو انصاراللہ کے ایک علمی مقابلہ کے لئے لکھا تھا اور اوّل انعام کا حقدار ٹھہرا تھا) ''سیرت طیّبہ'' کے عنوان سے شائع کیا اور تقسیم کیا۔ قرآن کریم کے تراجم، حضرت مسیح موعودؑ کی کتب اور دیگر جماعتی کتب بھی خرید کر تقسیم کیا کرتے تھے۔ خصوصاً مکرم کریم اللہ زیروی صاحب کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر لکھی جانے والی کتاب اور "Welcome to Ahmadiyyat" بہت تقسیم کروائی۔ اپنی ذات پر تو سوائے اشد انسانی ضروریات کے، خرچ کرنا پسند نہیں کرتے تھے مگر اسلامی تعلیمات کے پھیلانے کے لئے نہایت دریا دل تھے۔ اپنے والدین اور اہلیہ مرحومہ کی طرف سے متعدد مدّات میں رقوم پیش کرنے کی توفیق پائی۔ لکھائی نہایت خوشخط تھی۔ لکھنے کا بہت ملکہ عطا ہوا تھا۔ خط و کتابت کا حلقہ نہایت وسیع تھا۔ 70 سال کی عمر میں

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 15 مارچ 2011ء میں مکرم محمد مقصود احمد منیب صاحب کی ربوہ کے حوالہ سے کہی جانے والی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

ہے شان بلند اِس کی آنکھوں کا ستارا ہے
رُوحوں کا سکوں اِس سے یہ دل کا سہارا ہے
ہمیں اس سے محبت ہے یہ ربوہ ہمارا ہے

یہ امن کا داعی ہے جنّت کا ہے نظارہ
ہے حسنِ عمل کا گھر، ہے علم کا گہوارا
خوش پیر و جواں اِس کے یہ ربوہ ہمارا ہے

دامن میں پہاڑوں کے دریا کے کنارے پر
اک مردِ مجاہد نے قدرت کے اِشارے پر
بنیاد رکھی اِس کی یہ ربوہ ہمارا ہے

لنگر ہے مسیحا کا اقصیٰ کا منارا ہے
مولیٰ نے بھی عرشوں سے ربوہ ہی پکارا ہے
دریا کا کنارا ہے یہ ربوہ ہمارا ہے

اس دَور میں ربوہ تو مولیٰ کی کرامت ہے
ہے جائے پنہ اپنی ربوہ میں حفاظت ہے
عظمت کی علامت ہے یہ ربوہ ہمارا ہے

کمپیوٹر کا استعمال سیکھا۔ اپنے سب ذاتی کام خود کرتے۔ کپڑوں پراستری کے لئے کبھی کسی کو تکلیف نہ دیتے۔ جوتی خود ہی پالش کرتے۔ اپنی پلیٹ کھانا کھانے کے بعد ہمیشہ خود اٹھا کر لے جاتے اور دھو کر رکھتے۔

امریکہ میں تقریباً 17 سال قیام پذیر رہے۔ تمام چندے حصہ وصیت سمیت سال کے شروع میں باقاعدگی سے ادا کر دیتے۔ حسن کارکردگی کے Award کئی سال ملتے رہے۔ بفضل اللہ تعالیٰ چار خلافتوں کا زمانہ دیکھنا نصیب ہوا۔ خلافت سے دلی محبت عقیدت اور خادمانہ تعلق تھا۔ ہر اہم کام شروع کرتے وقت خلیفۂ وقت سے دعا کے لئے عرض کرنے کے بعد کام شروع کرتے۔ ہر خوشی غمی کی اطلاع کرتے۔ بچوں کو بھی ہمیشہ خلیفۂ وقت سے محبّانہ اور خادمانہ تعلق رکھنے کی نصیحت کرتے۔ کبھی سکون اور تحمل کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ ہر قسم کے حالات میں خوش مزاجی اور مسکراہٹ برقرار رہتی۔ ٹانگ ضائع ہونے سے 41 سال درد اور بے چینی کی تکلیف برداشت کی مگر کبھی کوئی شکوہ زبان پر نہ لائے۔

وفات سے تین ہفتے قبل ہارٹ اٹیک ہوا۔ حالت خطرناک تھی۔ بچے رنجیدہ تھے تو آپ نے ایک ایک کو قریب بلا کر پیار کیا اور کہا: بیٹا! رنج نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ تو تقدیر الٰہی ہے۔ حوصلہ رکھو! میں تم سب سے بہت خوش ہوں۔ سب سے زیادہ (چھوٹے داماد) قمر احمد سے خوش ہوں کیونکہ وہ دن رات تبلیغ کرتے ہیں۔ بس میری یہ بات یاد رکھنا کہ ہر کام میں خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ نماز اور قرآن پڑھنے کا ہمیشہ خیال رکھنا۔ خلیفۂ وقت سے ہمیشہ خادمانہ تعلق رکھنا اور جماعت کے کام کرتے رہنا۔ ایک دوسرے سے ہمیشہ مل کر رہنا۔

23 ستمبر 2010ء بروز جمعرات 87 سال کی عمر میں وفات پائی۔ احمدیہ قبرستان Maryland امریکہ کے قطعہ موصیان میں تدفین عمل میں آئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے لندن میں آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے گیارہ بچوں سے نوازا۔ تیسری نسل تک کے بچے ملا کر تعداد نصف صد کے قریب ہے۔

محترم مولانا محمد احمد جلیل صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 7/اپریل 2011ء میں مکرمہ رشیدہ تسنیم خان صاحبہ کے قلم سے سابق مفتی سلسلہ محترم مولانا محمد احمد جلیل صاحب کا ذکر خیر شائع ہوا ہے۔

مضمون نگار بیان کرتی ہیں کہ 56-1955ء میں مجھے تعلیم حاصل کرنے کے لئے حافظ آباد سے ربوہ بھجوایا گیا تو اپنی کلاس فیلو سے دوستی ہوگئی جو محترم مولانا محمد احمد جلیل صاحب کی بیٹی تھیں۔ اسی وجہ سے مجھے اس گھرانہ سے تعلق پیدا ہوا جو ہمیشہ قائم رہا۔ مولوی صاحب کے ہاں سارا دن آنے جانے والوں کا تانتا سا بندھا رہتا۔ آپ کے ساتھ اکثر اوقات کوئی نہ کوئی مہمان ہوتا جو اکثر شریک طعام ہوتا۔ مولوی صاحب سب سے پہلے روٹیوں کے نیچے سے بچا ہوا ٹکڑا نکال کر کھاتے اور ٹھنڈا پانی پی کر نسبتاً اونچی آواز میں الحمد للہ پڑھتے۔ میں نے آپ کو کبھی اونچی آواز میں بات کرتے اور کسی پر اعتراض کرتے نہیں سنا۔

پڑھائی سے فراغت پا کر ہم دونوں جامعہ نصرت کالج کے ٹیچنگ سٹاف میں شامل ہوگئیں۔ دونوں کی شادیاں بھی کالج کے اساتذہ سے ہوگئیں۔ تب روابط مزید گہرے ہوگئے جو بچوں میں بھی پروان چڑھے۔ اسی زمانہ میں مولوی صاحب جامعہ احمدیہ کے کوارٹر میں منتقل ہوگئے۔ یہاں تین کمرے تھے۔ ایک دروازہ جامعہ کی طرف اور دوسرا ریلوے لائن کی طرف کھلتا تھا۔ میں نے یہ دونوں دروازے کبھی بند نہیں دیکھے۔ جامعہ کے اردگرد چاردیواری کی وجہ سے جن خواتین کو اپنا گھر دُور پڑتا، ان کے لئے مولوی صاحب کے گھر کا صحن شاہراہِ عام تھا۔

عین صحن کے درمیان پلنگ پوشوں سے ڈھکی دو چارپائیوں کے ساتھ چند کرسیاں رکھی رہتیں اور درمیان میں ایک چھوٹی سی میز، جس پر ساری ہانڈی کا سالن ڈونگے میں آجاتا۔ روٹیاں پک کر آتی رہتیں۔ اس دسترخوان پر اکثر پانچ سے بیس تک مہمان کھانے والے ہوتے۔ عصر کی نماز کے بعد مولوی صاحب کے پاس کوئی نہ کوئی عورت اپنے نہایت نجی قسم کے جھگڑوں کی تفاصیل بیان کر رہی ہوتی۔ گھر سے باہر مردانے میں بھی یہی سلسلہ جاری رہتا۔ احمدی رشتہ دار ہوں یا دیہات سے علاج کی غرض سے آنے والے غیر از جماعت رشتہ دار، سب کو یہاں حتی الوسع آرام دہ سکونت ملتی۔

آپ کبھی کبھار نہایت سادہ الفاظ میں کسی آیۂ کریمہ کی تفسیر بھی کر دیا کرتے تھے۔ ایک دن گھر میں ملکی حالات کے خراب ہونے پر تبصرے ہو رہے تھے۔ تو مولوی صاحب نے فرمایا: ''بچپن میں اس آیۂ کریمہ کی سمجھ نہیں آیا کرتی تھی کہ جس نے ایک معصوم بے گناہ کو قتل کیا اس نے سارے لوگوں کو قتل کیا'' اب سمجھ آئی ہے کہ ایک انسانی جان لینے کے بعد احترامِ انسانیت ختم ہو جاتا ہے۔

رمضان میں اگر زیادہ لوگ روزہ سے ہوتے تو گرم اور سرد مشروب اور اچھے کھانوں کا اہتمام ہوتا۔ اگر اکیلے مولوی صاحب کا روزہ ہوتا تو قطعی کوئی تکلّف نہ ہوتا۔ آپ کا معمول تھا کہ ٹھنڈے پانی کے دو چار گھونٹ پی کر نماز پڑھنے چلے جاتے اور واپس آکر کھانا کھاتے۔

مزاح بہت عمدہ کرتے۔ چائے کی مجلس میں چائے پی کر دانت نکال کر نَل پر دھوتے۔ اور کہتے: لوگ کہتے ہیں چائے کے بعد ٹھنڈے پانی سے کلّی نہیں کرنی چاہئے، دانت نکل جاتے ہیں۔ اسی لئے میں پہلے دانت نکال لیتا ہوں۔

خاموشی سے کچھ کہے بغیر نماز کے لئے چلے جاتے۔ یہ انداز دوسروں کو بھی نماز پڑھنے کی رغبت دلا دیتا۔

گرمیوں میں سارا صحن چارپائیوں سے کھچا کھچ بھر جاتا۔ اگر کوئی مہمان جانے کا پروگرام بنانے لگتا تو امی جی اُسے ''صرف چند دن اور'' رکھنے کا اس طرح اصرار کرتیں کہ جیسے یہ نعمت پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گی۔ گرمیوں میں ایک درمیانی سی عام چارپائی جس کی پائینتی پر دری بچھی ہوتی اور اوڑھنے کیلئے ایک تہہ شدہ چادر اور ایک تکیہ ہوتا، مولوی صاحب عشاء کی نماز کے بعد آکر شور و ہنگامے سے بے نیاز سکون سے اُس پر سو جاتے۔ کسی کو اپنے آرام کے لئے خاموش وغیرہ کرانے کا اس گھر میں رواج نہیں تھا۔

مولوی صاحب آنکھ کے آپریشن کے بعد بھی ایک چھوٹی حمائل شریف ہاتھ میں رکھتے اور ہلکی آواز میں تلاوت کرتے رہتے۔ آپ اتنے انہماک سے کرسی پر بیٹھ کر مطالعہ کرتے کہ نو وارد کے لئے فیصلہ مشکل ہوتا کہ آپ سو رہے ہیں کہ جاگ رہے ہیں۔ بیماریوں میں بھی آپ کا یہی رویّہ ہوتا۔ آپ کی اہلیہ کی لمبی بیماری کے دوران مجھے چند روز آپ کے ہاں رہنے کا موقع ملا۔ میری جب آنکھ کھلتی مولوی صاحب نفل ادا کر رہے ہوتے۔ تازہ دم ہونے کے لئے نل پر جا کر بار بار ٹھنڈے پانی سے وضو کرتے۔ یہ سلسلہ اتنا لمبا ہوتا کہ میں تھک کر سو جاتی۔ سردیوں میں گیس کے ہیٹر اور گرمیوں میں پنکھے کے نیچے مولوی صاحب کی چارپائی کے پاس ایک یا دو بلّیاں ضرور بیٹھی ہوتیں۔ کتّے کی اس گھر میں گنجائش نہ تھی۔ اس تین کمروں پر مشتمل حیرت کدہ میں مولوی صاحب کے سب بچوں نے وظیفے لئے، اور اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ دو بچے ڈاکٹر بنے، پتہ نہیں ان کی کتابیں کہاں ہوتی تھیں اور یہ پڑھتے کہاں تھے؟ انہی کمروں میں مہمان ٹھہرتے اور انہی میں سب بچوں کی شادیاں ہوئیں۔

مولوی صاحب کا مزاح بہت مختصر اور ذومعنی ہوتا۔ ایک بار فرمانے لگے: ربوہ کے ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ملنے آئے ہوئے تھے۔ ایک احمدی دوست کے بارے میں پوچھنے لگے کہ ''نماز پڑھتا ہے کہ نہیں؟'' میں نے جواب دیا: ''ولی را ولی می شناسد'' (دراصل یہ صاحب خود بھی پابند صوم و صلوٰۃ نہیں تھے)۔ مولوی صاحب جواب دے گئے اور کسی کی پردہ دری بھی مناسب نہ سمجھی۔

ایک بار میرے کسی واقفکار نے ویزے کے سلسلے میں شوآف کرنے کیلئے مجھ سے کچھ رقم مانگی۔ سفید پوشی میں بڑی مشکل ہوتی ہے۔ اچانک مولوی صاحب تشریف لے آئے۔ میں نے ساری بات آپ کو بتا دی۔ آپ نے رقم پوچھی اور چیک کاٹ دیا۔ ہفتے عشرے میں رقم واپس مل گئی اور میری عزت بھی رہ گئی۔

میرے بیٹے کا نکاح اُس کی خواہش پر مولوی صاحب نے پڑھایا۔ اسی دن شام کو ملنے چلے آئے، اور فرمایا: میں دیکھنے آیا ہوں کہ نکاح میں نے پڑھایا تھا کہیں ٹوٹ نہ گیا ہو!

میرا بیٹا بغرض تعلیم امریکہ جانے لگا تو مولوی صاحب نے نصیحت کی کہ قرضہ وغیرہ لے کر پڑھ لینا۔ اگر چھوٹے موٹے کام سے پیسے کا چسکا پڑ گیا تو پڑھ نہیں سکو گے۔

ایک بار کسی نے مولوی صاحب سے میرے بارہ میں پوچھا کہ یہ آپ کی کیا لگتی ہے؟ آپ خاموش رہے۔ مجھے یہ بات ناگوار گزری اور چہرہ سے اظہار بھی ہو گیا۔ بعد میں گھر آکر دیگر عزیزوں کی موجودگی میں یہ واقعہ بیان کر کے کہنے لگے کہ میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ مَیں اس کا بیٹی کی سہیلی کے طور پر تعارف کراؤں، مَیں سوچ ہی رہا تھا کہ بھانجی کہوں یا بھتیجی؟ اور یہ ناراض ہی ہو گئی۔ اور پھر ایک کہانی سنائی کہ: دو دوستوں نے آپس میں ایک کچا دھاگہ پکڑ رکھا تھا، دھاگہ کبھی ٹوٹتا نہ تھا۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا: جب ایک طرف سے کھچاؤ بڑھتا ہے تو دوسرا ڈھیلا کر دیتا ہے۔ پھر کہنے لگے آج میں یہ کھچاؤ کم کرنے آیا ہوں۔

محترم حافظ غلام محی الدین صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4/اپریل 2011ء میں مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب کے قلم سے محترم حافظ غلام محی الدین صاحب کا ذکر خیر شامل اشاعت ہے۔

محترم حافظ غلام محی الدین صاحب معلم وقف جدید پنشنر بوچھال کلاں ضلع چکوال مورخہ 25 فروری 2011ء کو بعمر 76 سال وفات پا گئے۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپ وقف جدید کے ابتدائی معلمین میں سے تھے۔ آپ کے والد حضرت میاں حسن دین صاحبؓ (بوچھال کلاں ضلع چکوال) کی بڑی خواہش تھی کہ میری اولاد میں سے بھی کوئی دینی تعلیم حاصل کر کے اس علاقہ میں بطور مربی سلسلہ خدمت سرانجام دے۔ چنانچہ وہ اپنے بیٹے کو چھوٹی عمر میں ہی 1937ء میں قادیان میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے چھوڑ آئے۔ آپ 1947ء تک قادیان رہے۔ اس دوران حفظ قرآن مجید کیا اور بزرگان سلسلہ کی تربیت میں رہنے کا موقع ملا۔ خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی شفقت نصیب ہوئی۔ ربوہ آکر 1951ء میں دارالرحمت کچے بازار میں حافظ ٹی سٹال کے نام سے ایک ہوٹل بنایا جو بہت جلد اہل علم احباب کی بیٹھک بن گئی۔ یہاں سارا وقت دینی علمی ادبی گفتگو جاری رہتی۔ 1958ء میں جب وقف جدید کا آغاز ہوا تو آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر لبّیک کہتے ہوئے زندگی وقف کر دی۔ حضور نے یکم اپریل 1958ء کو آپ کا وقف منظور فرماتے ہوئے پہلی تقرری کھیوڑہ ضلع جہلم میں فرمائی۔ آپ کو متعدد مقامات پر بطور معلم وقف جدید 31 جولائی 1985ء تک (ساڑھے 27 سال) خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کو ایک کامیاب معلم کے طور پر جانا جاتا ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد بعض جماعتوں میں خصوصی ہدایات کے ساتھ آپ کو بھجواتے۔ ایک دفعہ معلمین وقف جدید کی میٹنگ میں حضورؒ نے محترم حافظ صاحب کے بارے میں فرمایا: ''یہ میرے کامیاب معلم ہیں۔ باوجود معذور ہونے کے جہاں بھجواتا ہوں جاتے ہیں اور کامیابی سے واپس آتے ہیں۔''

محترم حافظ صاحب کے دل پر قادیان کے روحانی دینی ماحول کا خاص اثر تھا۔ خاندان حضرت مسیح موعود کے افراد کی محبت و شفقت کا بہت تذکرہ کرتے تھے۔ آپ اعلیٰ علمی اور ادبی ذوق کے مالک تھے۔ تقاریر سن کر یاد کر لیتے تھے۔ نظر خاصی کمزور تھی مگر اس معذوری کو حصول علم اور دینی خدمت میں حائل نہیں ہونے دیا۔ سینکڑوں اشعار یاد تھے جن کے باموقعہ استعمال سے آپ گفتگو کو دلچسپ بنا دیتے۔ آپ صاحب رؤیا و کشف بھی تھے۔ آپ کے بہت سے خواب اللہ تعالیٰ نے پورے فرمائے۔ ایک دفعہ رؤیا میں خانہ کعبہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ طواف کیا حجر اسود کو بوسہ دینے کا شرف حاصل ہوا۔ ایک رؤیا میں حضرت مسیح موعود کی زیارت نصیب ہوئی۔

محترم حافظ صاحب نے اپنے پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑی ہیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4/اپریل 2011ء میں شہدائے احمدیت کے حوالہ سے کہی جانے والی مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

کچھ منتظر اپنی باری کے، کچھ مولا پہ قربان ہوئے
وہ جن پہ ملائک رشک کریں کچھ ایسے بھی انسان ہوئے
کچھ غم ہے ان کے بچھڑنے کا، کچھ رشک ہے ان کی قسمت پر
اس درد میں بھی اک لذّت ہے، غم اور خوشی یکجان ہوئے
اس دین کے ٹھیکیداروں کا سب جَور و ستم بے مثل رہا
یوں ظلم کی دنیا میں کتنے فرعون ہوئے ہامان ہوئے
تکتے ہو راہ مسیحا کی پر حق سے آنکھیں پھیری ہیں
کیسے کوئی ان کو سمجھائے جو جان کے بھی انجان ہوئے
ہیں قہرِ الٰہی کا مورد جو خالق سے بے خوف ہوئے
اللہ کو ان کی کیا پرواہ جو سرکش نافرمان ہوئے
ہے درس محبت کا ہم کو، نفرت کا چلن آتا ہی نہیں
حق گوئی ثبات و صبر و وفا ہم لوگوں کی پہچان ہوئے
تاریخ گواہ ہے تھوڑے اور کمزور ہی غالب آتے ہیں
قادر کے پیارے ہاتھوں سے ہی فتح کے سب سامان ہوئے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
July 03, 2015 – July 09, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday July 03, 2015

00:30	World News
00:50	As-Sayyam
01:35	Dars-e-Malfoozat
02:25	Tilawat: Part 15, Surah Banee Israa'eel and Al-Kahf by Hani Tahir.
03:20	Dars-ul-Qur'an
05:05	Seminar Seerat-un-Nabi: Programme in response to the film 'innocence of Muslims'.
06:00	Tilawat: Surah Banee Israa'eel, verses 1-90.
06:50	Ramadhan Dars-e-Hadith
07:15	Rah-e-Huda: Recorded on June 27, 2015.
08:50	Indonesian Serivce
09:50	Dars-ul-Quran: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on June 26, 1985.
11:30	Live Transmission From Baitul Futuh
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Transmission From Baitul Futuh
13:35	Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 156-164.
13:50	Yassarnal Quran: Lesson no. 68.
14:20	Shotter Shondane
15:25	Seerat-e-Rasool: Discussion about the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw) in reflection to Ramadhan.
16:00	Dars-e-Malfoozat
16:20	Friday Sermon: Recorded on June 26, 2015.
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:25	Chef's Corner
18:55	Seerat-e-Rasool [R]
19:25	Tilawat: Part 15, Surah Banee Israa'eel and Surah Al-Kahf by Hani Tahir.
20:30	Dars-e-Malfoozat
21:00	Friday Sermon [R]
22:10	Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail
22:50	Tilawat: Surah Banee Israa'eel , verses 91-112.

Saturday July 04, 2015

00:00	World News
00:15	Seerat-e-Rasool
00:45	Dars-ul-Quran [R]
02:30	Friday Sermon: Recorded on July 03, 2015.
03:35	Tilawat: Part 16, Surah Al-Kahf, Surah Maryam and Surah Taahaa by Hani Tahir.
04:25	Rah-e-Huda: Recorded on June 27, 2015.
06:00	Tilawat: Surah Al-Kahf, verses 76-111, Surah Maryam verses 1-99.
07:00	Al-Tarteel: Lesson no. 44.
07:30	Story Time: Programme no. 57.
08:00	International Jama'at News
08:35	Friday Sermon: Recorded on July 03, 2015.
09:45	Indonesian Service
10:55	Dars-ul-Qur'an: Surah Al-Fatiha, verses 1-7 by Khalifatul-Masih IV (ra). Class no. 16. Recorded on May 10, 1986.
12:30	Seerat-un-Nabi: The topic is 'family affairs'.
13:05	Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 165-173.
13:15	Dars-e-Ramadhan
13:30	Al-Tarteel: Lesson no. 44.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Al-Saum
15:20	Life Of Promised Messiah (as)
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Seerat-un-Nabi [R]
19:00	Al-Saum [R]
19:20	Tilawat: Part 16, Surah Al-Kahf, Surah Maryam and Surah Taahaa by Hani Tahir.
20:30	International Jama'at News
21:00	Dars-ul-Qur'an [R]
22:30	Story Time: Programme no. 57.
23:00	Tilawat: Surah Taa Haa verses 1-136.

Sunday July 05, 2015

00:00	World News
00:30	Dars-ul-Qur'an [R]
02:00	Al-Saum [R]
02:40	Tilawat: Part 17, Surah Al-Anbiyaa and Surah Al-Hajj by Hani Tahir.
03:30	Seerat-un-Nabi [R]
04:05	Friday Sermon [R]
05:20	Life Of The Promised Messiah (as) [R]
06:00	Tilawat: Surah Al-Ambiyaa, verses 1-113.
06:55	Dars-e-Ramadhan: The topic is 'Itikaf'.
07:15	Yassarnal Quran: Lesson no. 68.
07:45	Bustan-e-Waqfe Nau: Rec. May 10, 2015.
08:50	Faith Matters: Programme no. 176.
09:50	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Qur'an: Surah Al-Faatiha, verses 1-7 by Khalifatul-Masih IV (ra). Class no. 17. Recorded on May 11, 1986.
12:30	Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 174-177 and Surah Al-Maa'idah verses 1-4.
12:45	Dars-e-Ramadhan [R]
13:05	Friday Sermon: Recorded on July 03, 2015.
14:15	Shotter Shondane: Rec. October 02, 2011.
15:20	Bustane-e-Waqfe Nau [R]
16:25	The Holy Prophet (saw) And Ramadhan
16:55	Kids Time: Programme no. 40.
17:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 68.
18:00	World News
18:30	Seminar Seerat-un-Nabi
19:30	Tilawat: Part 17, Surah Al-Anbiyaa and Surah Al-Hajj by Hani Tahir.
20:30	Roots To Branches
21:00	Dars-ul-Qur'an [R]
22:30	The Holy Prophet (saw) And Ramadhan
23:05	Tilawat: Surah Al-Hajj verses 1-79.

Monday July 06, 2015

00:00	World News
00:20	Dars-e-Ramadhan [R]
00:50	Dars-ul-Qur'an [R]
01:35	The Holy Prophet (saw) And Ramadhan [R]
02:30	Tilawat: Part 18, Surah Al-Mu'minoon and Surah Al-Furqaan by Hani Tahir.
03:30	Seminar Seerat-un-Nabi [R]
04:15	Friday Sermon [R]
05:25	The Holy Prophet (saw) And Ramadhan [R]
06:05	Tilawat: Surah Al-Mu'minoon verses 1-119.
07:00	Ramadhan Dars-e-Hadith
07:10	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
07:30	Al-Tarteel: Lesson no. 44.
08:00	International Jama'at News
08:35	Seerat-e-Rasool
09:05	Medical Matters
09:45	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on March 13, 2015.
10:45	Dars-e-Malfoozat
11:00	Dars-ul-Qur'an: Surah Al-Fatiha, verses 1-7 by Khalifatul-Masih IV (ra). Class no. 18. Recorded on May 17, 1986.
12:25	Qur'an Sab Se Acha
13:05	Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 5-8.
13:20	Ramadhan Dars-e-Hadith
13:30	Al-Tarteel [R]
13:55	Bangla Shomprochar
15:00	Seerat-e-Rasool [R]
15:30	Medical Matters [R]
16:05	Rah-e-Huda: Recorded on June 04, 2015.
17:35	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Somali Service: Programme no. 04.
18:55	Seerat-e-Rasool [R]
19:25	Tilawat: Part 18, Surah Al-Mu'minoon to Surah Al-Furqaan by Hani Tahir.
20:30	Ramadhan Dars-e-Hadith [R]
20:45	Qur'an Sab Se Acha [R]
21:20	Dars-ul-Qur'an [R]
22:45	Tilawat: Surah An-Noor verses 1-65, Surah Al-Furqaan verses 1-78.

Tuesday July 07, 2015

00:00	World News
00:30	Dars-ul-Qur'an [R]
02:45	Tilawat: Part 19, Surah Al-Furqaan to Surah An-Naml by Hani Tahir.
03:40	Dars-e-Malfoozat [R]
03:50	Friday Sermon: Recorded on September 18, 2009.
04:50	Seerat-e-Rasool [R]
05:20	Qur'an Sab Se Acha [R]
06:00	Tilawat: Surah Yoosuf verses 54-112, Surah Ar-Ra'ad verses 1-16.
06:50	Dars-e-Ramadhan
07:00	Yassarnal Quran: Lesson no. 67.
07:30	In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as) about the philosophy of the teachings of Islam.
08:00	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 18.
08:30	Australian Service
09:00	Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail: Recorded on July 16, 2014.
10:00	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Qur'an: Surah Al-Fatiha by Khalifatul-Masih IV (ra). Class no. 04. Rec. May 18, 1986.
12:30	In His Own Words [R]
13:05	Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 9-14 with Urdu translation.
13:20	Dars-e-Ramadhan [R]
13:35	Yassarnal Quran [R]
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
16:05	Noor-e-Mustafwi: A discussion about the different aspects of the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
16:30	Faith Matters: Programme no. 176.
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on July 03, 2015.
19:20	Tilawat: Part 19, Surah Al-Furqaan to An-Naml.
20:25	Aao Urdu Seekhain [R]
20:40	Dars-ul-Qur'an [R]
22:10	Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
23:15	Tilawat: Surah Ar-Ra'ad, verses 17-144 and Surah Ibraheem verses 1-53.

Wednesday July 08, 2015

00:10	World News
00:30	Dars-ul-Qur'an [R]
02:00	Noor-e-Mustafwi [R]
02:30	Tilawat: Part 20, Surah An-Naml to Surah Al-Ankaboot by Hani Tahir.
03:20	Aao Urdu Seekhain [R]
03:35	Faith Matters [R]
04:35	Story Time [R]
04:55	Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
06:00	Tilawat: Surah An-Naml, verses 1-94 and Surah Al-Qasas verses 1-46.
07:00	Dars-e-Hadith
07:05	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
07:30	Al-Tarteel: Lesson no. 44.
08:00	Seerat-un-Nabi
08:30	Na'atiya Mehfil
09:15	Al-Maa'idah
09:50	Indonesian Service
10:55	Dars-ul-Qur'an: An in-depth explanation of Surah Al-Fatiha, verses 1-7, by Khalifatul-Masih IV (ra). Class no. 20, recorded on May 24, 1986.
12:20	Tilawat
12:30	Al-Tarteel: Lesson no. 44.
12:55	Friday Sermon: Rec. September 18, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Live Deeni-o-Fiqahi Masail
16:20	Faith Matters: Programme no. 177.
17:30	Al-Tarteel: Lesson no. 44.
18:00	World News
18:25	Na'atiya Mehfil [R]
19:20	Tilawat: Part 20, Surah An-Naml to Surah Al-Ankaboot by Hani Tahir.
20:25	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:25	Dars-ul-Qur'an [R]
22:45	Dars-e-Hadith
23:00	Tilawat: Surah Al-Qasas verses 47-89, Surah Al-Ankaboot verses 1-70.

Thursday July 09, 2015

00:00	World News
00:15	Seerat-un-Nabi [R]
00:45	Na'atiya Mehfil [R]
01:45	Al-Maa'idah [R]
02:35	Tilawat: Part 21, Surah Al-Ankaboot to Surah Al-Ahzaab by Hani Tahir.
03:35	Dars-ul-Qur'an [R]
04:55	Dars-e-Hadith [R]
05:05	Faith Matters [R]
06:00	Tilawat: Surah Al-Ankaboot verses 46-70, Surah Ar-Room verses 1-61.
06:50	Ramadhan Dars-e-Hadith
07:05	Yassarnal Quran: Lesson no. 69.
07:35	Dars-e-Malfoozat
08:00	Beacon Of Truth: Recorded on May 31, 2015.
09:05	As-Sayyam
09:40	Indonesian Service
10:40	Dars-e-Malfoozat
11:20	Dars-ul-Qur'an: An in-depth explanation of Qur~anic verses 1-7 of Surah Al-Fatiha, by Khalifatul-Masih IV (ra). Class no. 21. Recorded on May 25, 1986.
13:00	Tilawat
13:10	Yassarnal Quran [R]
13:35	Friday Sermon: Recorded on July 03, 2015.
14:40	Beacon Of Truth: Recorded on May 31, 2015.
15:45	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
16:25	Persian Service: Programme no. 35.
16:50	As-Sayyam [R]
17:25	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:25	Seminar Seerat-un-Nabi
19:15	Tilawat: Part 21, Surah Al-Ankaboot to Surah Al-Ahzaab by Hani Tahir.
20:20	Faith Matters: Programme no. 176.
21:15	Dars-ul-Qur'an [R]
22:35	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal [R]
23:00	Dars-e-Malfoozat [R]
23:15	Tilawat

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 Friday 03 July, 2015 Issue No. 27

ہماری جماعت کو چاہئے کہ نفس پر موت وارد کرنے اور حصول تقویٰ کے لئے وہ اوّل مشق کریں۔ جب خدا تعالیٰ ان کی محنت دیکھے گا تو خود اُن پر رحم کرے گا۔

حقیقی مسلمان اور حقیقی تقویٰ پر چلنے والے وہی ہوں گے جو اس زمانہ کے امام کے ساتھ جڑنے والے ہوں گے۔

ایک طرف تو یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں آ کر نیک باتوں اور تقویٰ کو قائم کرنا ہے اور دوسری طرف یہ کہ ہمیں فیس بک (Facebook) سے کیوں روکا جاتا ہے، ہمیں ہماری آزادی سے کیوں محروم کیا جاتا ہے۔ یہ دو باتیں ساتھ ساتھ نہیں چل سکتیں۔

قرآن کریم کو حقیقت میں ماننے والوں کے لئے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ وہ قرآنی پیشگوئی کے مطابق مسیح موعود کو مانیں اور آپ کے بعد آپ کے جاری نظام خلافت کے ساتھ تعلق پیدا کریں۔ جب یہ صورت ہوگی تو تبھی ایک رسّی کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم پورا ہوگا۔

اگر حقیقت میں حبل اللہ کے انعام سے فیض پانا چاہتے ہو تو مسیح موعود کو مان کر اُمّت واحدہ بن جاؤ

نبوت کی طرف سے کہی گئی تمام باتوں پر ایمان اور یقین نبوت سے تعلق میں بڑھاتا ہے۔ جو یہ کہتا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی پر تو یقین رکھتے ہیں، آپ کو سچا مسیح موعود بھی مان لیتے ہیں، مہدی معہود بھی مان لیتے ہیں لیکن خلافت سے تعلق ضروری نہیں ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک بہت بڑے اعلان اور دعویٰ کو جھٹلانے والا بن جاتا ہے۔ وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے منکر ہیں، وہ آپ کے اس واضح اعلان کے اس حصہ کو نہیں مانتے کہ خلافت احمدیہ دائمی قدرت ہے جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔

’’یادرکھو تألیف ایک اعجاز ہے۔ یادرکھو جب تک تم میں سے ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔‘‘

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ جرمنی سے اختتامی خطاب فرمودہ 26؍جون 2011ء بمقام کالسروئے (Karlsruhe) (جرمنی)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوااللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا۔ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا۔ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔ (آل عمران:103-104)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جیسا اس کے تقویٰ کا حق ہے اور ہرگز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم پورے فرمانبردار ہو اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’تقویٰ حقیقت میں اپنے کامل درجہ پر ایک موت ہے کیونکہ جب نفس کی سارے پہلوؤں سے مخالفت کرے گا تو نفس مر جاوے گا‘‘۔ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 340۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر فرمایا: ’’ہماری جماعت کو چاہئے کہ نفس پر موت وارد کرنے اور حصولِ تقویٰ کے لئے وہ اوّل مشق کریں جیسے بچے خوش خطی سیکھتے ہیں تو اوّل اوّل ٹیڑھے حرف لکھتے ہیں لیکن آخر کار مشق کرتے کرتے خود ہی صاف اور سیدھے حروف لکھنے لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح ان کو بھی مشق کرنی چاہئے۔ جب خدا تعالیٰ ان کی محنت کو دیکھے گا تو خود اُن پر رحم کرے گا۔‘‘ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 340-341 حاشیہ۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ طریق ہے اُس تقویٰ کے حصول کا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ اُس تقویٰ کا حق ہے۔ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے کہ نفس کی سارے پہلوؤں سے مخالفت کی جائے۔ انسان کے سامنے ہر ہر قدم پر تقویٰ سے توجہ ہٹانے کے سامان پڑے ہیں اور یہ سامان بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہی پیدا ہوئے ہیں کہ شیطان کو کھلی چھٹی دے دی کہ یہ سامان پیدا کرو۔ جب اُس نے کہا کہ مَیں کروں گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اور پھر ایک مومن کو، حقیقی مومن کو فرمایا کہ اب تمہارا کام یہ ہے کہ یہ جو شیطانی کام ہیں ان سے بچو۔ اگر بچتے رہے تو ایمان کی حالت میں ترقی کرتے رہو گے اور حقیقی تقویٰ کو پا لو گے اور فرمایا کہ ان چیزوں سے بچنے کے لئے مسلسل کوشش کرو جو تقویٰ سے ہٹانے والی ہیں۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ جب بچہ لکھنا سیکھتا ہے تو ٹیڑھے میڑھے حرف لکھتا ہے اور پھر بھی وہ کوشش کرتا چلا جاتا ہے، تھکتا نہیں ہے۔ ایک پڑھنے والے بچے کو، سیکھنے والے بچے کو سیکھنے کا شوق ہوتا ہے۔ اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ خوبصورت الفاظ لکھنے لگ جاتا ہے۔ فرمایا کہ اگر مومن اس طرح تسلسل سے کوشش کرتا رہے تو تقویٰ کے اُس معیار پر پہنچ جائے گا جس پر خدا تعالیٰ ہمیں دیکھنا چاہتا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے شیطان کو کھلی چھٹی بھی دے دی ہے اور یہ چھٹی دے کر ہمیں اُس کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ دیا کہ اب خود ہی لڑو اور کوشش کرو، اگر بچ گئے تو میرے ورنہ شیطان کی گود میں چلے جاؤ۔ بلکہ طریقے بھی سکھائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں ہماری مدد کے لئے اپنے فرستادے بھی وقتاً فوقتاً بھیجتا رہتا ہے جو دنیا کو شیطان کے حملوں سے بچانے اور خدا تعالیٰ کے قریب کرنے آتے ہیں۔ انسان کی تقویٰ میں ترقی کے لئے آتے ہیں۔ اور اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرما کر ہمیں تقویٰ کی حقیقت بتائی ہے۔ اور آپؑ نے بڑے مختصر اور جامع الفاظ میں ہمیں بتایا کہ تقویٰ کا حق ادا کرنے کے لئے اپنے نفس کی تمام خواہشات پر موت وارد کرنی ہوگی کہ مرضات اللہ کی تلاش کرو۔ تمہارا ہر فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو۔ اور جب ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو تو پھر نفس پر موت وارد ہوتی ہے۔ لیکن یہ کوئی ایک دن کا کام نہیں ہے، ایک مرتبہ کی کوشش نہیں ہے بلکہ ایک مسلسل کوشش ہے۔ ثباتِ قدم دکھانے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’تقویٰ کا مرحلہ بڑا مشکل ہے۔ اُسے وہی طے کر سکتا ہے جو بالکل خدا تعالیٰ کی مرضی پر چلے۔ جو وہ چاہے وہ کرے۔ اپنی مرضی نہ کرے۔ بناوٹ سے کوئی حاصل کرنا

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں